جشن عید میلاد النبی ﷺ ناجائز کیوں؟
اور
جلوس اہلحدیث اور جشن دیوبند کا جواز کیوں؟

مؤلف

پاسبان مسلک رضا، نباض قوم،

مولانا ابوداؤد محمد صادق قادری رضوی

امیر جماعت رضائے مصطفےٰ پاکستان گوجرانوالہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وَاِن تعدوا نعمۃ اللہ لا تحصوھا۔

(اور اگر اللہ کی نعمتوں کو گنو تو شمار نہ کر سکو گے) پارہ نمبر ۱۳۔ رکوع نمبر ۱۷

بے شک اللہ تعالیٰ کی نعمتیں لاتعداد و بے حساب اور حد شمار سے باہر ہیں۔ مگر ان سب نعمتوں میں سب سے بڑی نعمت بلکہ تمام نعمتوں کی جان، جانِ جہان و جانِ ایمان حضور پر نور محمد ﷺ کی ذات بابرکات ہے۔ جن کی طفیل باقی سب نعمت و انعامات ہیں۔ اعلیٰحضرت مجدد و ملت مولانا امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:۔

وہ جو نہ تھے تو کچھ نہ تھا وہ جو نہ ہوں تو کچھ نہ ہو

جان ہیں وہ جہان کی جان ہے تو جہان ہے

اسی لئے اللہ تعالیٰ نے سب سے بڑھ کر، سب سے زیادہ اور بہت ہی اہتمام و تاکید کے ساتھ آپ کی ذات بابرکات کے بھیجنے کا احسان ظاہر فرمایا۔ **لقد من اللہ علی المومنین اذ بعث فیھم رسولاً من انفسھم۔** بے شک اللہ کا بڑا احسان ہوا مسلمانوں پر کہ ان میں انہی سے ایک رسول بھیجا۔ (پ ۴ ۔ رکوع ۸) چونکہ ایمانداروں پر سب سے بڑی نعمت کا سب سے بڑا احسان ظاہر فرمایا ہے۔ اس لئے اہل ایمان اس کی سب سے بڑھ کر قدر و منزلت جانتے ہیں اور اس کا سب سے زیادہ شکر ادا کرتے ہیں اور جس ماہ و یوم میں اس احسان و نور و نعمت کا ظہور ہوا اس میں اس کا بالخصوص چرچا و مظاہرہ کرتے ہیں۔ اس لئے کہ مولیٰ تعالیٰ نے قرآن مجید میں جابجا اپنی نعمتوں کی تذکیر تشکر اور ذکر و اذکار کا حکم فرمایا ہے۔ خاص طور پر سورت والضحیٰ میں ارشاد ہے۔ **وَاَمَّا بِنِعمَۃِ رَبِّکَ فَحَدِّث۔ (اور اپنے رب کی نعمت کا خوب چرچا کرو)۔** پ ۳۰ رکوع ۱۸ ۔ پھر بطور خاص حضور ﷺ کی ذات کے نعمۃ اللہ ہونے کا بیان اور ناشکری و ناقدری کرنے والے بے دینوں کا رد فرمایا۔ **الم تر الی الذین بدلو انعمۃ اللہ کفراً۔** کیا تم نے انہیں نہ دیکھا۔ جنہوں نے اللہ کی نعمت ناشکری سے بدل دی۔ (پ ۱۳۔ رکوع ۱۷) بخاری شریف و دیگر تفاسیر میں سید المفسرین حضرت عبداللہ ابن عباس و حضرت عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ: ناشکری کرنے والے کفار ہیں۔ و محمد نعمۃ اللہ۔ اور

ﷺ اللہ کی نعمت ہیں (بخاری شریف جز ثالث صفحہ ۶) جب اللہ کے فرمان اور قرآن سے ثابت ہو گیا کہ حضور ﷺ اللہ کی خاص نعمت ہیں جس پر اللہ نے اپنے خاص احسان کا ذکر فرمایا اور پھر نعمت کا چرچا کرنے کا بھی حکم دیا تو اب کون مسلمان و اہل ایمان ہے جو آپ کی ذات بابرکات، نور کے ظہور اور دنیا میں جلوہ گری و تشریف آوری کی خوشی نہ منائے۔ شکر ادا نہ کرے اور سب سے بڑی نعمت کا سب سے بڑھ کر چرچا و مظاہرہ پسند نہ کرے اور نعمت عظمیٰ کے خصوصی شکرانہ اور چرچا و مظاہرہ کے لئے جشن عید میلاد النبی ﷺ مولود شریف اور یوم میلاد النبی ﷺ کے جلوس مبارک پر برا منائے اور زبان طعن دراز کرے۔ مفسر قرآن حضرت مفتی احمد یار خاں مرحوم نے کیا خوب فرمایا ہے:۔

حبیب حق ہیں خدا کی نعمت بنعمۃ ربک فحدث

یہ فرمان مولیٰ پر عمل ہے جو بزم مولد سجا رہے ہیں

رحمت کی خوشی

قرآن ہی میں یہ بھی بیان ہے کہ (تم فرماؤ اللہ کے فضل اور اس کی رحمت پر چاہیے۔ کہ خوشی کریں۔ وہ ان کی سب دھن دولت سے بہتر ہے)۔ پ ۱۱: رکوع ۱۱۔ جس طرح اوپر نعمت کا چرچا کرنے کا ذکر ہوا ہے۔ اسی طرح یہاں فضل و رحمت پر خوشی منانے کا بیان ہے۔ اور کون مسلمان نہیں جانتا کہ اللہ کا سب سے بڑا فضل اور سب سے بڑی رحمت بلکہ جانِ رحمت اور رحمۃ اللعٰلمین (پ ۱۷: رکوع ۷۔) آپ کی ذات بابرکات ہے۔ یہاں فضل و رحمت سے اگر کوئی بھی چیز مراد لی جائے۔ تو یقیناً وہ بھی آپ ہی کا صدقہ وسیلہ اور طفیل ہے۔ لہٰذا آپ بہر صورت بدرجہ اولیٰ فضل الٰہی و رحمت خداوندی اور نعمۃ اللہ ہونے کا مصداق کامل ہیں۔ کیونکہ دونوں جہان میں آپ کا ہی سب فیضان ہے اور آپ کی خوشی منانا، چرچا و مظاہرہ کرنا، آپ ﷺ کے شایان شان و فرمان خداوندی کے تحت و اس کے مطابق ہے۔ نہ کہ معاذ اللہ اس کے مخالف و منکر اور شرک و بدعت

خدا کا شکر نعمت ہے نبی ﷺ کی شان رفعت ہے

یہ دونوں کی اطاعت ہے قیام محفل مولد

حصول فیض و رحمت ہے نزول خیر و برکت ہے

حصول عشق حضرت ﷺ ہے قیام محفل مولد
نہ اس میں رفع سنت ہے نہ شرک و کفر و بدعت ہے
یہ رد شرک و بدعت ہے قیام محفل مولد

یوم ولادت کی اہمیت :-

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ رسول ﷺ سے پیر شریف (سوموار) کا روزہ رکھنے کے متعلق پوچھا گیا تو فرمایا: **فیه ولدت و فیه انزل علی**۔ یعنی اسی دن میری پیدائش ہوئی اور اسی دن مجھ پر قرآن نازل کیا گیا۔ (مشکوٰۃ شریف ص ۱۷۹)۔ اس فرمان نبوی ﷺ سے یوم میلاد النبی ﷺ اور یوم نزول قرآن کی اہمیت اور اس دن کی یادگار منانا اور شکر نعمت کے طور پر روزہ رکھنا ثابت ہوا۔ جیسے ہفتہ وار دنوں کے حساب سے یوم ولادت و یوم نزول قرآن کی یادگار اہمیت ہے۔ ویسے ہی سالانہ تاریخ کے حساب سے بھی یوم ولادت و یوم نزول قرآن کی اہمیت و امت میں مقبولیت ہے۔ جس طرح نزول قرآن کا دن پیر ۲۷۔ رمضان کو سالانہ یادگار منائی جاتی ہے۔ اسی طرح یوم میلاد النبی ﷺ کا دن پیر ۱۲۔ ربیع الاول میں ہونے کے باعث اہل اسلام میں ماہ ربیع الاول و ۱۲۔ ربیع الاول کی سالانہ یادگار منائی جاتی ہے۔ بلکہ امام احمد بن محمد قسطلانی شارح بخاری اور شیخ محقق علامہ عبدالحق محدث دہلوی شارح مشکوٰۃ (رحمۃ اللہ علیہما) جیسے محدثین نے نقل فرمایا کہ امام احمد بن حنبل جیسے امام و اکابر علماء امت نے تصریح کی ہے کہ شب میلاد شب قدر سے افضل ہے۔ نیز فرمایا: جب آدم علیہ السلام کی پیدائش کے دن جمعۃ المبارک میں مقبولیت کی ایک خاص ساعت ہے تو سید المرسلین ﷺ کے میلاد کی ساعت کے متعلق تیرا کیا خیال ہے۔ (اس کی شان کا کیا عالم ہوگا)۔ (زرقانی شرح مواہب ج ا ص ۱۳۲۔ ۱۳۵۔ مدارج النبوت جلد ۲۔ ص: ۱۳)

اعلیٰحضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی کیا خوب ترجمانی فرمائی ہے۔

جس سہانی گھڑی چمکا طیبہ کا چاند
اس دل افروز ساعت پہ لاکھوں سلام

لفظ عید کی تحقیق :-

مذکورہ ارشادات کی روشنی میں مزید عرض ہے کہ بفرمان نبوی ﷺ : جمعۃ المبارک آدم علیہ السلام کی پیدائش کا دن بھی ہے اور عید کا دن بھی ہے بلکہ عنداللہ عید الاضحیٰ اور عید الفطر سے بھی بڑا دن ہے۔ (مشکوٰۃ شریف ص: ۱۲۰۔ ۱۲۳) ملخصاً

لہٰذا جب سیدنا آدم علیہ السلام کی پیدائش کا دن عید کا دن بلکہ دونوں عیدوں سے بڑھ کر ہو سکتا ہے تو سیدنا سید الانبیاء ﷺ کا یوم پیدائش عید میلاد النبی ﷺ کیوں نہیں ہو سکتا؟ جب کہ سب کچھ آپ کا ہی فیضان، آپ کے دم قدم کی بہار اور آپ ہی کے نور کا ظہور ہے۔

ہے انہی کے دم قدم سے باغ عالم میں بہار
وہ نہ تھے عالم نہ تھا گر وہ نہ ہوں عالم نہیں

صحابہ کا فتویٰ :۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے آیت **الیوم اکملت لکم دینکم** ۔ تلاوت فرمائی۔ تو ایک یہودی نے کہا : اگر یہ آیت ہم پر نازل ہوتی تو ہم اس دن کو عید مناتے۔ اس پر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا : یہ آیت نازل ہی اس دن ہوئی جس دن دو عیدیں تھیں۔ (یوم جمعہ اور یوم عرفہ) مشکوٰۃ شریف ص: ۱۲۱ مرقات شرح مشکوٰۃ میں اس حدیث کے تحت طبرانی وغیرہ کے حوالہ سے بالکل یہی سوال و جواب حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے بھی منقول ہے۔ مقام غور ہے کہ دونوں جلیل القدر صحابہ نے یہ نہیں فرمایا۔ کہ اسلام میں صرف عید الفطر اور عید الاضحیٰ مقرر ہیں۔ اور ہمارے لئے کوئی تیسری عید منانا بدعت و ممنوع ہے۔ بلکہ یوم جمعہ کے علاوہ یوم عرفہ کو بھی عید قرار دے کر واضح فرمایا۔ کہ واقعی جس دن اللہ کی طرف سے کوئی خاص نعمت عطا ہو۔ خاص اس دن بطور یادگار عید منانا، شکر نعمت اور خوشی و مسرت کا اظہار کرنا جائز اور درست ہے۔ علاوہ ازیں جلیل القدر محدث ملا علی قاری علیہ رحمۃ الباری نے اس موقع پر یہ بھی نقل فرمایا کہ ہر خوشی کے دن کے لئے لفظ عید استعمال ہوتا ہے۔ الغرض جب جمعہ کا عید ہونا، عرفہ کا عید ہونا، یوم نزول آیت کا عید ہونا ہر انعام و عطا کے دن کا عید ہونا اور ہر خوشی کے دن کا عید ہونا واضح و ظاہر ہو گیا۔ تو اب ان سب سے بڑھ کر یوم میلاد النبی ﷺ کے عید ہونے میں کیا شبہ رہ گیا۔ جو سب کی اصل و سب مخلوق سے افضل ہیں۔ مگر :

آنکھ والا تیرے جلوؤں کا نظارہ دیکھے
دیدہ کور کو کیا آئے نظر کیا دیکھے

قرآن کی تائید :۔

عیسیٰ ابن مریم نے عرض کی: اے اللہ، اے رب ہمارے ہم پر آسمان سے ایک خوان (مائدہ) اتار۔ کہ وہ دن ہمارے لئے عید ہو جائے اگلوں اور پچھلوں کی۔ (الآیہ پارہ ۷۔ رکوع ۵)
سبحان اللہ: جب مائدہ اور من و سلویٰ جیسی نعمت کا دن عید کا دن قرار پایا۔ تو سب سے بڑی نعمت یوم میلاد النبی ﷺ کے عید ہونے میں کیا شک رہا؟

محدثین کا بیان :۔

امام احمد بن محمد قسطلانی علامہ محمد بن عبد الباقی زرقانی اور شیخ محقق علامہ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ دعائیہ بیان نقل فرمایا: **فرحم الله امراء اتخذ ليالى شهر مولده المبارك اعياداً۔** اللہ اس شخص پر رحم فرمائے۔ جو اپنے پیارے نبی ﷺ کے ماہ میلاد کی راتوں کو عیدوں کی طرح منائے۔ (زرقانی شرح مواہب جلد اول ص ۱۳۹۔ ماثبت من السنۃ ص ۶۰) دیکھئے ایسے جلیل القدر محدثین نے نہ صرف ایک دن بلکہ ماہ میلاد ربیع الاول کی سب راتوں کو عید قرار دیا ہے۔ اور عید میلاد النبی ﷺ منانے والوں کے لئے دعائے رحمت بھی فرمائی ہے۔ جس دن کی برکت سے ربیع الاول کی راتیں بھی عیدیں قرار پائیں۔ ۱۲۔ ربیع الاول کا وہ خاص دن کیونکر عید قرار نہ پائے گا؟ بلکہ امام داوودی علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ مکہ مکرمہ میں آپ کی ولادت کی جگہ مسجد حرام کے بعد سب سے افضل ہے۔ اور اہل مکہ عیدین سے بڑھ کر وہاں محافل کا اہتمام کرتے تھے۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمۃ نے بھی اس مبارک جگہ محفل میلاد میں حاضری اور مشاہدہ انوار کا ذکر فرمایا۔ (جواہر البحار جلد سوم ص ۱۱۵۴ فیوض الحرمین ص ۲۷)

مفسرین کا اعلان :۔

امام ابن حجر مکی علیہ الرحمۃ نے امام فخر الدین رازی (صاحب تفسیر کبیر) سے نقل فرمایا کہ، جس

شخص نے میلاد شریف کا انعقاد کیا اگرچہ عدم گنجائش کے باعث صرف نمک یا گندم یا ایسی ہی کسی چیز سے زیادہ تبرک کا اہتمام نہ کر سکا۔ برکت نبوی ﷺ سے ایسا شخص نہ محتاج ہوگا نہ اس کا ہاتھ خالی رہے گا۔ (النعمۃ الکبریٰ ص ۹) مفسر قرآن علامہ اسماعیل حقی نے امام سیوطی امام سبکی، امام ابن حجر عسقلانی، امام ابن حجر ہیتمی امام سخاوی، علامہ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہم جیسے اکابر علمائے امت سے میلاد شریف کی اہمیت نقل فرمائی اور لکھا ہے کہ میلاد شریف کا انعقاد آپ کی تعظیم کے لئے ہے اور اہل اسلام ہر جگہ ہمیشہ میلاد شریف کا اہتمام کرتے ہیں۔ (تفسیر روح البیان ج ۹ ص ۵۶)

۱۲۔ ربیع الاوّل پر اجماع امت :

امام قسطلانی، علامہ زرقانی، علامہ محمد بن عابدین شامی کے بھتیجے علامہ احمد بن عبدالغنی دمشقی، علامہ یوسف نبہانی اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہم نے تصریح فرمائی کہ امام المغازی محمد بن اسحاق وغیرہ علماء کی تحقیق ہے کہ یوم میلاد النبی ﷺ ۱۲۔ ربیع الاوّل ہے۔ علامہ ابن کثیر نے کہا یہی جمہور سے مشہور ہے اور علامہ ابن جوزی اور علامہ ابن جزار نے اس پر اجماع نقل کیا ہے۔ اس لئے کہ سلف وخلف کا تمام شہروں میں ۱۲۔ ربیع الاوّل کے عمل پر اتفاق ہے۔ بالخصوص اہل مکہ اسی موقع پر جائے ولادت باسعادت پر جمع ہوتے اور اس کی زیارت کرتے ہیں۔ ملخصاً (زرقانی شرح مواہب جلد ۱ ص ۱۳۲۔ جواہر البحار جلد ۳ ص ۱۱۲۳۔ ماثبت من السنہ ص ۷۵ مدارج النبوت ص ۱۴)

واقعہ ابولہب :۔

جلیل القدر آئمہ محدثین نے نقل کیا ہے کہ : ابولہب نے اپنی لونڈی ثویبہ سے میلاد النبی ﷺ کی خوشخبری سن کر اسے آزاد کر دیا۔ جس کے صلہ میں ہر روز پیر اس کے عذاب میں تخفیف ہوتی ہے اور انگلی سے پانی چوسنا میسر آتا ہے۔ جب کافر کا یہ حال ہے تو عاشق صادق مومن کے لئے میلاد شریف کی کتنی برکات ہوں گی ؟ (بخاری ج ۳ ص ۲۲۳ مع شرح زرقانی ص ۱۳۹ ماثبت بالسنہ ص ۶۰)

دوسروں کی زبان سے :

(ہفت روزہ اہلحدیث) لاہور ۲۷ ۔ مارچ ۱۹۸۱ء کی اشاعت میں رقمطراز ہے : ملک میں حقیقی اسلامی تقریبات کی طرح یہ بھی (عید میلاد النبی) ایک اسلامی تقریب ہی شمار ہوتی ہے اور اس امر واقعہ سے آپ بھی انکار نہیں کرسکتے کہ اب ہر برس ہی ۱۲ ۔ ربیع الاول کو اس تقریب کے اجلال واحترام میں سرکاری طور پر ملک بھر میں تعطیل عام ہوتی ہے اور آپ اگر سرکاری ملازم ہیں تو اپنے منہ سے اس کو ہزار بار بدعت کہنے کے باوجود آپ بھی یہ چھٹی مناتے ہیں اور آئندہ بھی یہ جب تک یہاں چلتی ہے آپ اپنی تمام تر (اہلحدیث) کے باوجود یہ چھٹی مناتے رہیں گے ...... خواہ کوئی ہزار مرتبہ منائے دس ہزار بار ناراض ہو کر بگڑے جب تک خدا تعالیٰ کو منظور ہوا یہاں اس تقریب کی کار فرمائی ایک امر واقعہ ہی ہے۔

جلوس :۔

حکومت اگر اپنے زیر اہتمام تقریب کو سادہ رکھے اور دوسروں کو بھی اس بات کی پرزور تلقین کرے تو اس کا نتیجہ خاطر خواہ ہو گا۔ انشاء اللہ۔ اس تقریب کے ضمن میں جتنے بھی جلوس نکلتے ہیں اگر ان کو حکومت کے اہتمام سے خاص کردیا جائے تو یہ کام ہرگز مشکل نہیں ہے۔ ہر جگہ کے حکام بآسانی اس کام کو سرانجام دے سکتے ہیں۔ اگر ہر شہر میں صرف ایک ہی جلوس نکلے اور اسے ہر جگہ کے سرکاری حکام کنٹرول کریں تو کوئی وجہ نہیں کہ مفاسد اچھل سکیں اور مصائب رونما ہوں (اہلحدیث ۸۱ ۔ ۱ ۔ ۱۶ ، ۸۱ ۔ ۳ ۔ ۲۷)

تنظیم اہلحدیث :۔

جماعت اہلحدیث کے بالعموم اور حافظ عبدالقادر روپڑی کے بالخصوص ترجمان ہفت روزہ (تنظیم اہلحدیث) لاہور نے ۱۷ ۔ مئی ۱۹۶۳ء کی اشاعت میں لکھا ہے کہ مومن کی پانچ عیدیں ہیں۔ جس دن گناہ سے محفوظ رہے۔ جس دن خاتمہ بالخیر ہو۔ جس دن پل سے سلامتی کے ساتھ گزرے۔ جس دن جنت میں داخل ہو۔ اور جب پروردگار کے دیدار سے بہرہ یاب ہو۔ تنظیم

اہلحدیث کا یہ بیان حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ (ورقتا صحیحین: ص ۲۶۳)
مقام انصاف ہے کہ جب مومن کی اکٹھی پانچ عیدیں تکمیل دین کے خلاف نہیں۔ تو جن کے صدقہ ووسیلہ سے ایمان قرآن اور خود رحمان ملا۔ ان کے یوم میلاد کو عید کہہ دینے سے دین میں کونسا رخنہ پڑ جائے گا؟ جبکہ عید میلاد النبی ﷺ نہ عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے مقابلہ کے لئے ہے اور نہ ان کی شرعی حیثیت ختم کرنا مقصود ہے۔ اہلحدیث نے مزید لکھا ہے کہ (اگر عید کے نام پر ہی آپ کا یوم ولادت منانا ہے تو رحمۃ للعالمین ﷺ کی ذات گرامی کی طرف دیکھیں کہ آپ نے یہ دن کیسے منایا تھا؟ سنئے!

رسول اللہ ﷺ نے یہ دن منایا پر اتنی سی ترمیم کے ساتھ کہ اسے تنہا عید میلاد نہیں رہنے دیا بلکہ "عید میلاد اور عید بعثت" کہہ کر منایا اور منایا بھی روزہ رکھ کر اور سال بہ سال نہیں بلکہ ہر ہفتہ منایا۔ (ہفت روزہ اہلحدیث لاہور ۲۔ مارچ ۱۹۸۱ء)

سبحان اللہ! اہلحدیث نے تو حد کر دی کہ صرف حضور ﷺ کے عید میلاد منانے ہی کی تصریح نہیں کی بلکہ ایک اور عید یعنی عید بعثت منانے کا بھی اضافہ کر دیا۔ اور وہ بھی ہفتہ وار۔

ماہنامہ "دار العلوم" دیوبند نومبر ۱۹۵۷ء کی اشاعت میں ایک نعت شریف شائع ہوئی ہے کہ:

یہ آمد، آمد اس محبوب کی ہے ۔۔۔ کہ نور جاں ہے جس کا نام نامی
خوشی ہے عید میلاد النبی ﷺ کی ۔۔۔ یہ اہل شوق کی خوش انتظامی
کھڑے ہیں باادب صف بستہ قدسی ۔۔۔ حضور ﷺ سرور ذات گرامی

الحمد للہ! اس تمام تفصیل اور لاجواب و ناقابل تردید تحقیقی و الزامی حوالہ جات سے عید میلاد النبی ﷺ منانے اس نعمت کا چرچا کرنے شکر گزاری و خوشی کرنے محافل میلاد کے انعقاد و جلوس نکالنے کی روز روشن کی طرح تحقیق و تائید ہو گئی اور وہ بھی وہاں وہاں سے جہاں سے پہلے شرک و بدعت کی آوازیں سنائی دیتی تھیں۔ ماشاء اللہ عید میلاد النبی ﷺ نے اپنی عظمت و قوت عشق سے اپنی حقانیت کا لوہا منوا لیا۔ مگر ضروری ہے کہ میلاد شریف کے سب پروگرام بھی شریعت کے مطابق ہوں اور منانے والے بھی شریعت و سنت کی پابندی کریں کیونکہ عشق رسالت کے ساتھ اتباع سنت بھی ضروری ہے۔

مسئلہ بدعت :۔

مذکورہ تمام تفصیل و تحقیق کے بعد اب تو کسی بدعت و دوت کا خطرہ نہیں ہونا چاہیے۔ کیونکہ بدعت و ناجائز تو وہ کام ہوتا ہے جس کی دین میں کوئی اصل نہ ہو مگر عید میلاد النبی ﷺ کی اصل و بنیاد اور مرجع و مآخذ قرآن و حدیث، صحابہ و کرام، جمہور اہل علم، محدثین، مفسرین بلکہ اجماع امت اور خود منکرین میلاد کے اقوال سے ثابت کر چکے ہیں۔ لہٰذا اب تو اس کو بدعت تصور کرنا بھی بدعت و ناجائز اور محرومی و بے نصیبی کا باعث ہے

میرے مولیٰ کے میلاد کی دھوم ہے

ہے وہ بدبخت جو آج محروم ہے

استفسار :۔

اگر اب بھی کوئی میلاد شریف کا قائل نہ ہو۔ تو پھر اسے کوئی حق نہیں پہنچتا کہ وہ سیرت کانفرنس، سیرت کے اجلاس، سالانہ تبلیغی اجتماعات "اہلحدیث کانفرنسیں" اور مدارس کے سالانہ پروگرام وغیرہ منعقد کرے۔ ورنہ وہ وجہ و فرق بیان کرے کہ عید میلاد النبی ﷺ کیوں بدعت ہے اور باقی مذکورہ امور کس دلیل سے توحید و سنت کے مطابق ہیں۔ اور ہمارے دلائل اور جلیل القدر محدثین واکابر کے حوالہ جات کا کیا جواب ہے ؟

تم جو بھی کرو بدعت وایجاد روا ہے — اور ہم جو کریں محفل میلاد برا ہے

منکرینِ میلاد کا کردار :

جو بچہ ہو پیدا تو خوشیاں منائیں — مٹھائی بٹے اور لڈو بھی آئیں

مبارک کی ہر سو سے آئیں صدائیں

مگر

محمد ﷺ کا جب یوم میلاد آئے — تو بدعت کے فتوے انہیں یاد آئے

صد سالہ جشن دیوبند کا بیان

صدائے بازگشت :-

شاعر مشرق مفکر پاکستان علامہ ڈاکٹر محمد اقبال نے اپنے شہرہ آفاق کلام واشعار میں :

"زدیو بند حسین احمد ایں چہ بو العجبی است"

فرما کر دیوبند وصدر دیوبند کی مشرک دوستی وکانگرس نوازی اور متحدہ قومیت سے ہمنوائی کو بہت عرصہ پہلے جس **"بو العجبی"** سے تعبیر فرمایا تھا۔ مصداق "تاریخ اپنے آپ کو دہراتی ہے" سے تعبیر فرمایا تھا۔ اس **"بو العجبی"** کی صدائے بازگشت اس وقت بھی سنی گئی۔ جب "صد سالہ جشن دیوبند میں مسز اندرا گاندھی وزیر اعظم بھارت کو "شمع محفل" دیکھ کر خود دیوبندی مکتب فکر کے نامور عالم ولیڈر مولوی احتشام الحق تھانوی (کراچی) کو بھی یہ کہنا پڑا کہ

"بہ دیوبند مسز گاندھی ایں چہ **بو العجبی** است"

تفصیل :-

اس اجمال کی یہ ہے: کہ شان رسالت وجشن میلاد النبی ﷺ کی عداوت کے مرکز اور کانگرس کی حمایت و مسلم لیگ وپاکستان کی مخالفت کے گڑھ "دار العلوم دیوبند" کا ۲۱، ۲۲، ۲۳۔ مارچ ۱۹۸۰ء کو صد سالہ جشن منایا گیا اور اس موقع پر اندرا گاندھی کی کانگرسی حکومت نے جشن دیوبند کو کامیاب بنانے کے لئے ریڈیو۔ ٹی وی۔ اخبارات۔ ریلوے وغیرہ تمام متعلقہ ذرائع سے ہر ممکن تعاون کیا۔ بھارتی محکمہ ڈاک وتار نے اس موقع پر ۳۰ پیسے کا ایک یادگاری ٹکٹ جاری کیا: جس پر مدرسہ دیوبند کی تصویر شائع کی گئی۔ یہی نہیں بلکہ اندرا دیوی نے "بنفس نفیس" جشن دیوبند کی تقریبات کا افتتاح کیا۔ اپنے دیدار و آواز اور نسوانی اداؤں سے دیوبندی ماحول کو مسحور کیا: اور دیوبند کے اسٹیج پر تالیوں کی گونج میں اپنے خطاب سے جشن دیوبند کو مستفیض فرمایا: بانیء دیوبند کے نواسے اور مدرسہ دیوبند کے "بزرگ" مہتمم قاری محمد طیب صاحب نے اندرا دیوی کو عزت مآب وزیر اعظم

ہندوستان "کہہ کر خیر مقدم کیا اور اسے بڑی بڑی ہستیوں میں شمار کیا: اور اندرا دیوی نے اپنے خطاب میں بالخصوص کہا کہ "ہماری آزادی اور قومی تحریکات سے دار العلوم دیوبند کی وابستگی اٹوٹ رہی ہے": علاوہ ازیں جشن دیوبند کے اسٹیج سے پنڈت نہرو کی رہنمائی و متحدہ قومیت کے سلسلہ میں بھی دیوبند کے کردار کو اہتمام سے بیان کیا گیا: بھارت کے پہلے صدر راجندر پرشاد کے حوالہ سے دیوبند کو "آزادی (ہند) کا ایک مضبوط ستون قرار دیا گیا۔ (ماہنامہ "رضائے مصطفےٰ" گوجرانوالہ جمادی الاخریٰ ۱۴۰۰ھ مطابق اپریل ۱۹۸۰ء۔

یادگار اخباری دستاویز:۔

نئی دہلی ۲۱۔ مارچ (ریڈیو رپوٹ) (اے آئی آر) دار العلوم دیوبند کی صد سالہ تقریبات شروع ہوگئیں بھارت کی وزیر اعظم مسز اندرا گاندھی نے تقریبات کا افتتاح کیا۔ (روزنامہ مشرق۔ نوائے وقت لاہور ۲۲، ۲۳۔ مارچ ۱۹۸۰ء)

تقریر:۔

مسز اندرا گاندھی نے کہا دار العلوم دیوبند نے ہندوستان میں مختلف مذاہب کے ماننے والوں کے درمیان رواداری پیدا کرنے میں اہم کردار ادا کیا اس نے دیگر اداروں کے ساتھ مل جل کر آزادی کی جدوجہد کو آگے بڑھایا۔ انہوں نے دار العلوم کا موازنہ اپنی پارٹی کانگریس سے کیا (روزنامہ جنگ راولپنڈی ۲۳ مارچ)

تصویر:

روزنامہ جنگ کراچی ۳۔ اپریل کی ایک تصویر میں مولویوں کے جھرمٹ میں ایک ننگے منہ ننگے سر برہنہ بازو۔ عورت کو تقریر کرتے ہوئے دکھایا گیا ہے۔ اور تصویر کے نیچے لکھا ہے۔ "مسز اندرا گاندھی دار العلوم دیوبند کی صد سالہ تقریبات کے موقع پر تقریر کر رہی ہیں" ۔:

روزنامہ "نوائے وقت" لاہور ۹۔ اپریل کی تصویر میں ایک مولوی کو اندرا گاندھی کے ساتھ دکھایا گیا ہے اور تصویر کے نیچے لکھا ہے۔ 'مولانا راحت گل مسز اندرا گاندھی سے ملاقات کرنے کے بعد

واپس آرہے ہیں"۔

دیگر شرکاء:۔

جشن دیوبند میں مسز اندرا گاندھی کے علاوہ مسٹر راج نرائن، جگ جیون رام، مسٹر بھوگنا نے بھی شرکت کی۔ (جنگ کراچی ۱۱۔اپریل)۔

سنجے گاندھی کی دعوت:

اندرا گاندھی کے بیٹے سنجے گاندھی نے کھانے کا وسیع انتظام کر رکھا تھا۔ سنجے گاندھی نے تقریباً پچاس ہزار افراد کو تین دن کھانا دیا۔ جو پلاسٹک کے لفافوں میں بند ہوتا تھا۔ بھارتی حکومت کے علاوہ وہاں کے غیر مسلم باشندوں ہندوؤں اور سکھوں نے بھی دار العلوم کے ساتھ تعاون کیا۔ (روزنامہ امروز لاہور ۹۔اپریل)

ہندوؤں کا شوقِ میزبانی:

"کئی مندوبین (دیوبندی علماء) کو ہندو اصرار کر کے اپنے گھر لے گئے جہاں وہ چار دن ٹھہرے۔ (روزنامہ امروز لاہور ۲۷۔مارچ ۱۹۸۰ء)

حکومتی دلچسپی:

"اندرا گاندھی اور سنجے گاندھی وغیرہ کی ذاتی دلچسپی کے علاوہ اندرا حکومت نے بھی جشن دیوبند کے سلسلہ میں خاصی دلچسپی کا مظاہرہ کیا۔ اور اس جشن کے خاص انتظام واہتمام کے لئے ملک و حکومت کی پوری مشینری حرکت میں آگئی اور بڑے بڑے سرکاری حکام نے بہت پہلے سے اس کو ہر اعتبار سے کامیاب بامقصد اور نتیجہ خیز بنانے کے لئے اپنے آرام وسکون کو قربان کر دیا۔ اور شب و روز اسی میں لگے رہے ریلوے، ڈاک، پریس، ٹی وی، ریڈیو اور پولیس کے حفاظتی عملہ نے منتظمین جشن کے ساتھ جس فراخدلی سے اشتراک و تعاون کیا ہے۔ اس صدی میں کسی مذہبی جشن کے لئے اس کی مثال دور دور تک نظر نہیں آتی"۔ (ماہنامہ فیض رسول براؤن بھارت۔مارچ ۱۹۸۰ء)

ڈیڑھ کروڑ:

"جشن دیوبند کے مندوبین نے واپسی پر بتایا کہ جشن دیوبند کی تقریبات پر بھارتی حکومت نے ڈیڑھ کروڑ روپے خرچ کئے اور ساٹھ لاکھ روپے دار العلوم نے اس مقصد کے لئے اکٹھے کئے۔

(روزنامہ امروز لاہور ۲۷۔ مارچ ۱۹۸۰ء)

۳۰۔ لاکھ:

"مرکزی حکومت نے قصبہ دیوبند کی نوک پلک درست کرنے کے لئے، ۳۰ لاکھ روپیہ کی گرانٹ الگ مہیا کی۔ روٹری کلب نے ہسپتال کی صورت میں اپنی خدمات پیش کیں۔ جس میں دن رات ڈاکٹروں کا انتظام تھا"۔ (روزنامہ جنگ راولپنڈی ۲۔ اپریل ۱۹۸۰ء)

کسٹم:

"ہنگامی طور پر جلسہ کے گرد متعدد نئی سڑکوں کی تعمیر کی گئی اور بجلی کی ہائی پاور لائن مہیا کی گئی بھارتی کسٹم اور امیگریشن حکام کا رویہ بہت اچھا تھا۔ انہوں نے مندوبین کو کسی قسم کی تکلیف نہیں آنے دی"۔ (روزنامہ امروز لاہور ۹۔ اپریل ۱۹۸۰ء)

اخراجاتِ جشن:

"تقریباً جشن کے انتظامات وغیرہ پر ۷۵ لاکھ سے زائد رقم خرچ کی گئی"۔ "پنڈال پر چار لاکھ سے بھی زیادہ کی رقم خرچ ہوئی۔ کیمپوں پر ساڑھے چار لاکھ سے بھی زیادہ کی رقم خرچ ہوئی"۔: "بجلی کے انتظام پر ۳ لاکھ سے بھی زیادہ روپیہ خرچ ہوا۔ (روزنامہ جنگ راولپنڈی ۲۔ اپریل۔ امروز لاہور ۹۔ اپریل ۱۹۸۰ء)

اندرا سے استمداد:

"مفتی محمود نے اسٹیج پر مسز اندرا گاندھی سے ملاقات کی اور ان سے دہلی جانے اور ویزے جاری کرنے کے لئے کہا۔ اس پر اندرا گاندھی نے ہدایت جاری کی کہ جو چاہے اسے ویزے جاری کر

دیے جائیں۔ چنانچہ بھارتی حکومت نے دیوبند میں ویزا آفس کھول دیا"
(روزنامہ نوائے وقت لاہور ۲۶ مارچ ۱۹۸۰ء)

دیوبند کے "تبرکات":

"زائرین دیوبند جشن دیوبند میں شرکت کے علاوہ واپسی پر وہاں سے بے شمار تحفے تحائف بھی ہمراہ لائے ہیں ان میں کھیلوں کا سامان ہاکیاں اور کرکٹ گیندوں کے علاوہ سیب،
گنے، ناریل، کیلا، اناس کپڑے، جوتے، چوڑیاں، چھتریاں اور دوسرا سینکڑوں قسم کا سامان شامل ہے۔ حد تو یہ ہے کہ چند ایک زائرین اپنے ہمراہ لکڑی کی بڑی بڑی چارپائیاں بھی لاہور لائے ہیں"۔ (روزنامہ مشرق۔ نوائے وقت ۲۶ مارچ ۱۹۸۰ء)

تاثرات

احتشام الحق تھانوی:

"کراچی ۲۲ مارچ مولانا احتشام الحق تھانوی نے کہا ہے کہ دارالعلوم دیوبند کا صد سالہ اجلاس جو مذہبی پیشوا اور علماء و مشائخ کا خالص مذہبی اور عالمی اجتماع ہے اس کا افتتاح ایک (غیر مسلم اور غیر محرم خاتون) کے ہاتھ سے کرانا نہ صرف مسلمانوں کی مذہبی روایات کے خلاف ہے بلکہ ان برگزیدہ مذہبی شخصیتوں کے تقدس کے منافی بھی ہے جو اپنے اپنے حلقے اور علاقوں سے اسلام کی اتحادی اور ترجمان ہونے کی حیثیت سے اجتماع میں شریک ہوئے ہیں۔ ایشیا کی دینی درسگاہ کے اس خالص مذہبی صد سالہ اجلاس کو ملکی سیاست کے لئے استعمال کرنا بلکہ دارالعلوم کی جانب سے مقدس مذہبی شخصیتوں کا بدترین استحصال اور اسلاف کے نام پر بدترین قسم کی استخوان فروشی ہے ہم اہلیہ دارالعلوم کے اس غیر شرعی اقدام پر اپنے دلی رنج و افسوس کا اظہار کرتے ہیں۔ اس شرمناک حرکت کی ذمہ داری دارالعلوم دیوبند کے مہتمم پر ہے۔ جنہوں نے دارالعلوم کی صد سالہ روشن تاریخ کے چہرے پر کلنک کا ٹیکہ لگا دیا ہے۔ (روزنامہ امن کراچی ۲۳ مارچ ۱۹۸۰ء)

وقار انبالوی:

"مولانا احتشام الحق صاحب کا یہ کہنا:

(بہ دیوبند سزا اندر ایں چہ بوالعجبی است)

کی وضاحت ہی کیا ہو سکتی ہے۔ یہ تو اب تاریخ دیوبند کا ایک ایسا موڑ بن گیا ہے کہ مؤرخ اسے کسی طرح نظر انداز کر ہی نہیں سکتا۔ اس کے دامن سے یہ داغ شاید ہی مٹ سکے۔ وقتی مصلحتوں نے علمی غیرت اور حمیت فقر کو گہنا دیا تھا۔ اس فقیر کو یاد ہے کہ "متحدہ قومیت" کی ترنگ میں ایک مرتبہ بعض علماء سوامی سردھانند کو جامع مسجد دہلی کے منبر پر بٹھانے کا ارتکاب بھی کر چکے ہیں لیکن دو برس بعد اسی سردھانند نے مسلمانوں کو شدھی کرنے یا بھارت سے نکالنے کا نعرہ بھی لگایا تھا۔ (بر راہے نوائے وقت ۹۲۔ مارچ ۱۹۸۰ء)

جشنِ دیوبند پر قہر خداوندی:

"دارالعلوم دیوبند کے اجلاس صد سالہ کے بعد سے (جس میں کچھ باتیں ایسی بھی ہوئیں جو یقیناً اللہ تعالیٰ کی رحمت اور نظر عنایت سے محروم کرنے والی تھیں) ایک خانہ جنگی شروع ہوئی جو برابر جاری ہے اور اس عاجز کے نزدیک وہ خداوندی قہر و عذاب ہے۔ راقم سطور قریباً ساٹھ سال سے اخبار اور رسائل کا مطالعہ کرتا رہا ہے اس میں وہ رسالے اور اخبارات بھی ہوتے ہیں جن میں سیاسی یا مذہبی مخالفین کے خلاف لکھا جاتا تھا اور خوب خبر لی جاتی تھی..... لیکن مجھے یاد نہیں کہ ان میں سے کسی کے اختلافی مضامین میں شرافت کو اتنا پامال اور رزالت و سفالت کا ایسا استعمال کیا گیا ہو جیسا کہ ہمارے دارالعلوم دیوبند سے نسبت رکھنے والے ان "مجاہدینِ قلم" نے کیا ہے۔ پھر ہماری انتہائی بد قسمتی کہ ان میں وہ حضرات بھی ہیں جو دارالعلوم کے "سند یافتہ" فضلاء بتائے جاتے ہیں۔

(ماہنامہ الفرقان لکھنؤ فروری ۱۹۸۱ء، الاعتصام لاہور ۲۰۔ مارچ)

سیارہ ڈائجسٹ:

ان کی اسٹیشن پر ٹکٹیں خریدی گئیں تو پتہ چلا کہ حکومت بھارت نے (جشن دیوبند کے) شرکاء

کو یکطرفہ کرایہ میں دو طرفہ سفر کی رعایت دی ہے۔ بعض لوگ کفار کی طرف سے اس رعایت یا مدد کو مسترد کرنے پر اصرار کر رہے تھے۔ مگر جب انہیں بتایا گیا کہ اسی "کافر حکومت" نے جشن دیوبند کی تقریبات کے انتظامات پر ایک کروڑ سے زائد رقم لگائی ہے اور گیسٹ ہاؤس بھی ہوا دیا ہے تو یہ اصحاب ندامت سے بغلیں جھانکنے لگے۔ دیوبند میں اندرا گاندھی، جگ جیون رام، چرن سنگھ، جیسی معروف شخصیتیں آئی ہوئی تھیں۔ اور دیوبند تقریبات پر حکومت نے ایک کروڑ ۲۰ لاکھ روپے صرف کئے اور ہر طرح کی سہولتیں بہم پہنچائیں۔ دیوبند کی افتتاحی تقریب میں جب اندرا گاندھی نے اپنی تقریر میں مسلمانوں کو ہندوستانی قومیت کے تصور کے ساتھ ہم آہنگ کر کے مسلم قومیت کے تصور کی بیخ کنی کی تو وہاں موجود چوٹی کے علماء کو اسلام کے اس عظیم اور بنیادی فلسفہ کی تشریح اور تصحیح کی جرأت نہ ہوئی۔ حکیم الامت (اقبال) نے کانگریس کے علماء کی اسی ذہنی کیفیت کو بھانپ کر فرمایا تھا:

عجم ہنوز نہ داند رموز دیں ورنہ

ز دیوبند حسین احمد ایں چہ **بو العجبی** است

تلاوت و ترانہ کے بعد اسٹیج پر کچھ غیر معمولی حرکات کا احساس ہوا اس لئے کہ شریمتی اندرا گاندھی افتتاحی اجلاس میں آ رہی ہیں۔ اسٹیج پر موجود تمام عرب وفود دو رویہ ہو کر کھڑے ہو گئے۔ اندرا گاندھی ان سب کے خوش آمدید کا مسکراہٹ سے جواب دیتے ہوئے آئیں۔ انہیں مہمان خصوصی کی کرسی پر جو صاحب صدر اور قاری محمد طیب کی کرسیوں کے درمیان تھی بٹھایا گیا (جبکہ دیگر بڑے بڑے علماء بغیر کرسی کے نیچے بیٹھے ہوئے تھے۔ شریمتی کو دیکھنے کے لئے زبردست ہلچل مچی۔ تمام حاضرین اور خصوصاً پاکستانی شرکاء شریمتی کو دیکھنے کے لئے بے تاب تھے۔ شریمتی ایک مرصع اور سنہری کرسی پر لاکھوں لوگوں کے سامنے جلوہ گر تھیں۔ شریمتی نے سنہری رنگ کی ساڑھی پہنی ہوئی تھی اور ان کے ہاتھ میں ہلکے رنگ کا ایک بڑا سا پرس تھا۔ قاری محمد طیب صاحب کے خطبہ استقبالیہ کے دوران مصر کے وزیر اوقاف عبداللہ بن سعود نے شریمتی اندرا گاندھی سے ہاتھ ملایا۔ نیز شریمتی اور مفتی محمود صاحب تھوڑی دیر اسٹیج پر کھڑے کھڑے باتیں کرتے رہے۔ (بعض شرکاء دیوبند کا کہنا ہے کہ اندرا گاندھی بن بلائی آئی تھیں مگر یہ درست مان لیا

جائے تو پھر سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اسے مہمان خصوصی کی کرسی پر کیوں بٹھایا گیا؟ تقریر کیوں کرائی گئی؟ چرن سنگھ اور جگ جیون رام وغیرہ نے ایک مذہبی سٹیج پر کیوں تقاریر کیں؟ کیا یہ سب کچھ دارالعلوم دیوبند کے منتظمین کی خواہش کے خلاف ہو تا رہا؟ دراصل ایک جھوٹ چھپانے کے لئے انسان کو سو اور جھوٹ بولنا پڑتے ہیں۔ کاش! خدا علماء کو سچ بولنے کی توفیق عطا فرمائے (آمین)۔ ایک پاکستانی ہفت روزہ میں مولانا عبدالقادر آزاد نے غلط اعداد و شمار بیان کئے ہیں۔ یہ بات انتہائی قابل افسوس ہے ان کے مطابق دس ہزار علماء کا وفد پاکستان سے گیا تھا۔ حالانکہ علماء و طلبہ ملا کر صرف ساڑھے آٹھ سو افراد ایک خصوصی ٹرین کے ذریعے دیوبند گئے تھے۔ اجتماع کی تعداد مولانا نے کم از کم ایک کروڑ بتائی ہے۔ حالانکہ خود منتظمین جلسہ کے بقول پنڈال تین لاکھ آدمیوں کی گنجائش کے لئے بنایا گیا تھا۔ کاش! ہم لوگ حقیقت پسند بن جائیں۔ اعداد و شمار کو بڑھا چڑھا کر بیان کرنا انتہائی افسوسناک ہے۔ عرب وفود کیلئے طعام و قیام کا عالی شان انتظام تھا۔ ڈائننگ ہال اور اس طعام کا ٹھیکہ دہلی کے انٹر کانٹی نینٹل ہوٹل کا تھا۔ عربوں کے لئے اس مخصوص انتظام نے مساوات اسلامی سادگی اور علماء ربانی کے تقدس کے تصور کی دھجیاں اڑا دیں۔ ایسا لگتا تھا کہ کل انتظام کا ۷۵ فیصد بوجھ عرب وفود کی دیکھ بھال اور اہتمام کی وجہ سے تھا۔ (ماہنامہ سیارہ ڈائجسٹ لاہور جون ۱۹۸۰ء آنکھوں دیکھا حال)

سیدہ اندرا گاندھی:

روزنامہ "اخبار العالم الاسلامی" سعودی عرب نے لکھا کہ "سعودی حکومت نے دارالعلوم دیوبند کو دس لاکھ روپے وظیفہ دیا۔ جبکہ سیدہ اندرا گاندھی نے جشن دیوبند کے افتتاحی اجلاس میں خطاب کیا" (۱۳۔ جمادی الاولی ۱۴۰۰ھ)

غلام خان در مدح مشرک:

روزنامہ جنگ راولپنڈی۔ یکم اپریل ۱۹۸۰ء کی اشاعت میں ایک باتصویر اخباری کانفرنس میں مولوی غلام خان کا بیان شائع ہوا کہ "جشن دیوبند کو کامیاب بنانے کے لئے بھارت کی حکومت نے بڑا تعاون کیا ہے۔ سوا کروڑ روپے خرچ کرکے اندرا حکومت نے اس مقصد کے لئے سڑکیں

ہوائیں، نیا اسٹیشن ہوا یا ہم سے نصف کرایہ لیا اور دیوبند کی تصویر والی ٹکٹ جاری کی۔ وزیر اعظم اندرا گاندھی نے بھارت کو اپنے پاؤں پر کھڑا کر دیا ہے وہاں باہر سے کوئی چیز نہیں منگواتے اس کے مقابلے میں پاکستان اب بھی گندم تک باہر سے منگوا رہا ہے۔ پاکستان میں باہمی اختلافات اور نوکر شاہی نے ملک کو ترقی کی بجائے نقصان کی طرف گامزن کر رکھا ہے"۔ (روزنامہ جنگ راولپنڈی)

یاد رہے:

کہ مولوی غلام خاں کا یہ آخری اخباری بیان تھا۔ جس میں اس موحد نے عید میلاد النبی ﷺ کی طرح صد سالہ جشن دیوبند کو بدعت قرار دینے اور دیگر تکلفات و فضول خرچی وغیرہا بالخصوص ایک دشمنِ اسلام و پاکستان بے پردہ وغیر محرم کافرہ مشرکہ کی شمولیت کی پر زور مذمت کرنے کی بجائے الٹا جشن دیوبند کی کامیابی و اندرا گاندھی کی کامیابی و احسانات کے ذکر و بیان کے لئے باقاعدہ پریس کانفرنس کا اہتمام کیا گیا۔ اور اندرا حکومت کی توصیف اور اس کے بالمقابل پاکستان کی تنقیص کی گئی اور ساری عمر غیر اللہ کی امداد و استمداد کا انکار کرنے والوں نے اندرا حکومت کے "بڑے تعاون" کو بڑے اہتمام سے بیان کیا۔ اور ساری عمر یا رسول اللہ ﷺ پکارنے والے صحیح العقیدہ سُنّی مسلمانوں کو خواہ مخواہ مشرک و بدعتی قرار دے کر مخالفت کرنے والے آخر عمر میں کافرہ مشرکہ کی مدح کرنے لگے۔ جس پر قدرت خداوندی کے تحت آخری انجام بھی عجیب وغریب اور عبرتناک ہوا۔

چنانچہ؛

محمد عارف رضوی ملتانی خطیب فیصل آباد کے ایک مطبوعہ اشتہار میں **دوبئی** سے مختار احمد صاحب کا ایک خط بدیں الفاظ شائع ہوا ہے۔ کہ "میں اللہ تعالیٰ کو حاضر و ناظر جان کر لکھتا ہوں کہ (دوبئی میں) میں نے خود پہلے ان کی تقریر سنی جو انہوں نے یہاں کی۔ تقریباً دو گھنٹے تک آپ تقریر کرتے رہے۔ ہزاروں لوگ تقریر سننے آئے ہوئے تھے۔ مولانا غلام اللہ خاں صاحب نے خوب خوب سرکار مدینہ ﷺ کی گستاخی کی پہلے میں خود بھی ان کا مداح تھا۔ پھر تقریر کرتے ہوئے انہیں دل پر درد پڑا۔ اور انہیں ہسپتال لایا گیا۔ وہ پلنگ سے اچھل کر چھت تک جاتے اور پھر زمین پر

آپڑتے۔ ڈاکٹر سب کمرہ چھوڑ کر بھاگ گئے۔ میں چھپ کر دیکھتا رہا اور کانپتا رہا۔ اسی کشمکش میں تقریباً ایک گھنٹہ گزرا پھر خاموشی ہو گئی۔ کوئی اندر جانے کو تیار نہ تھا۔ میں نے ڈاکٹرز کو بلایا۔ جب کافی لوگ جمع ہوئے اکٹھے اندر گئے اور دیکھا کہ ان کا رنگ سیاہ پڑ چکا ہے زبان منہ سے باہر نکل کر لٹک رہی تھی اور آنکھیں باہر ابل آئی تھیں۔ مجبوراً اسی طرح پیٹی میں بند کر کے پاکستان بھیج دیا گیا۔ میں تین چار دن بیمار رہا اور اٹھ اٹھ کر بھاگتا تھا۔ پھر توبہ استغفار پڑھی اور کچھ میں ٹھیک ہوا۔ یہ تھی ان کی تقریر اور انجام۔ خدا کی لاٹھی بے آواز تھی کام کر گئی"۔ (مختار احمد ۱۹ ستمبر ۱۹۸۰ء دوبئی)

نوائے وقت کی تائید :

روزنامہ "نوائے وقت" کے خصوصی نمائندہ کی رپورٹ سے بھی مختار احمد صاحب کے مذکورہ مکتوب کی تائید ہوتی ہے۔ جس میں کہا گیا ہے کہ "جگہ جگہ لوگوں نے مولانا (غلام خان) کی میت کا آخری دیدار کرنے کی کوشش کی۔ لیکن انہیں کامیابی نہ ہوئی۔۔۔۔۔ حتیٰ کہ جب مولانا کی میت لحد میں اتاری جانے لگی۔ تو طبی وجوہ کی بناء پر اس وقت بھی خواہش مند سوگواروں کو مولانا کی میت کا آخری دیدار نہیں کرایا گیا۔ (روزنامہ "نوائے وقت" لاہور۔ راولپنڈی ۲۹۔ مئی ۱۹۸۰ء)

ظاہر ہے کہ بقول مختار احمد "دال میں کچھ کالا ضرور تھا"۔ ورنہ کیا وجہ تھی کہ بزعم خویش ساری عمر قرآن پاک کی تبلیغ کرنے اور شیخ القرآن کہلانے والے کا چہرہ بھی نہ دکھایا گیا۔ جب کہ بیرونی ممالک سے لائی جانے والی عام لوگوں کی میت کا بھی "آخری دیدار" کرایا جاتا ہے۔

یہ ہے مسلمانوں کو مشرک بنانے اور اصلی نسلی مشرکوں کی تعظیم و مدح سرائی کا عبرتناک انجام اور جشن دیوبند منانے اور جشن میلاد النبی ﷺ پر فتوے لگانے کی قدرتی گرفت و سزا۔

والعیاذ باللہ۔

قاری محمد طیب :

مہتمم دارالعلوم دیوبند بھی دیوبند سے بیدخلی کے باعث اسی کشمکش میں دنیا سے چل بسے جو جشن دیوبند کی نحوست و شامت کے باعث خانہ جنگی کی صورت میں پیدا ہوئی۔ حتیٰ کہ آخری وقت ان کا

جنازہ بھی دارالعلوم میں سے نہ گزرنے دیا گیا۔ (روزنامہ جنگ ۲۱ اگست ۱۹۸۳ء)

اگر در خانہ کس است یک حرف بس است

اندرا گاندھی کا مرثیہ:

بھارتی وزیر اعظم آنجہانی مسز اندرا گاندھی کے قتل پر جس طرح پاکستان میں موجود سابق قوم پرست علماء اور کانگرس کے سیاسی ذہن و فکر کے ترجمان "وارثان منبر و محراب" نے تعزیت کی ہے وہ کوئی قابل فخر اور دینی حلقوں کیلئے عزت کا باعث نہیں ہے۔ قومی اخبارات میں خبر شائع ہوئی ہے کہ نظام العلماء پاکستان کے نامور رہنماؤں مولانا محمد شریف وٹو مولانا زاہد الراشدی اور مولانا بشیر احمد شاد نے اپنے بیان میں کہا ہے کہ: اندرا گاندھی نے اپنے اقتدار میں جمعیت علماء ہند اور دارالعلوم دیوبند کی قومی خدمات کا ہمیشہ اعتراف کیا اور ہر طرح کی معاونت اور حوصلہ افزائی کرتی رہیں۔ نیز ان رہنماؤں نے یہ بھی کہا کہ اندرا نے جشن دیوبند میں اکابر دیوبند سے اپنے خاندانی تعلقات کا برملا اظہار کیا" یہ پڑھ کر انسان حیرت میں ڈوب جاتا ہے کہ سیکولرازم کے علمبرداران سابق کانگرسی علماء کو ابھی تک اندرا کے خاندانی تعلق پر کس قدر فخر ہے۔ کس قدر ستم کی بات ہے کہ ان مٹھی بھر لوگوں نے ابھی تک اپنے دل میں پاکستان کی محبت کی بجائے اندرا گاندھی سے تعلق کو سجا رکھا ہے۔ اس لئے پاکستانی عوام اور حکومت کو ان الفاظ پر غور کرنا چاہئے کہ یہ ابھی تک تحریک پاکستان کی تلخیاں اپنے دل سے نہیں نکال سکے...... مولانا شبیر احمد عثمانی کو ان کے اپنے قول کے مطابق جس طرح فرزندان دیوبند کی اکثریت غلیظ گالیوں سے نوازتی تھی وہ فکر آج تک ان لوگوں کے سینوں میں عداوت پاکستان کا ایک تناور درخت بن چکی ہے۔ ورنہ اس وقت پنڈت موتی لال نہرو، پنڈت جواہر لال نہرو کا جناب سید احمد بریلوی اور جناب اسماعیل دہلوی سے فکری تعلق جوڑنے کی کیا ضرورت تھی۔ دیوبند کے ان رہنماؤں نے یہ بیان دے کر آج بھی دو قومی نظریے کی نفی کی ہے۔ تحریک آزادی میں ہندوؤں کے ساتھ کانگریسی خیال کے علماء کے کردار کو نمایاں کرنا ہمارے لئے باعث شرم ہے"۔ (روزنامہ آفتاب لاہور ۳۔ نومبر ۱۹۸۴ء)

دیوبند بریلی کی راہ پر

ماہ جمادی الاخری ۱۴۰۹ھ میں اہلسنت کی دیکھا دیکھی علمائے دیوبند نے بھی دھوم دھام سے نہ صرف یوم صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ منایا بلکہ عین یوم وصال ۲۲۔ جمادی الاخریٰ کو مختلف مقامات پر جلوس نکالا اور سرکاری طور پر نہ صرف یوم صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بلکہ ایام خلفائے راشدین منانے اور یوم صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر تعطیل کرنے کا مطالبہ کیا (تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو۔ اخبار جنگ لاہور۔ یکم فروری۔ نوائے وقت لاہور ۲۔ ۳۔ فروری مشرق لاہور ۳۰۔ جنوری ۱۹۸۹ء) نیز ایک دیوبندی انجمن سیالکوٹ کی طرف سے ۲۲۔ رجب کو "یوم امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ" بھی سرکاری طور پر منانے اور اس دن تعطیل کرنے کا مطالبہ کیا گیا (نوائے وقت ۱۳۔ فروری ۱۹۸۹ء)۔

انجمن سپاہِ مصطفےٰ ﷺ بنام سپاہ صحابہ

رحیم یار خاں اور صادق آباد میں بھی دیوبندی انجمن سپاہ صحابہ کے زیر اہتمام یوم صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پر بڑے اہتمام سے جلوس نکالا گیا چنانچہ انجمن سپاہ مصطفےٰ رحیم یار خان نے دیوبندی علماء سے جواب طلبی کی کہ عید میلاد النبی ﷺ کا جلوس ناجائز کیوں؟ اور وصال صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جلوس جائز کیوں؟ اس پر انجمن سپاہ صحابہ کے دیوبندی علماء پر سناٹا چھا گیا۔ البتہ مولوی محمد یوسف دیوبندی نے ذرا ہمت کی اور انجمن سپاہ صحابہ کے مولوی حق نواز جھنگوی وغیرہ پر بدیں الفاظ فتویٰ عائد کیا کہ "لوگوں نے ایک نئے انداز سے صحابہ کرام کے دن منانے شروع کر دیئے ہیں جو کہ صریح بدعت اور شرعاً ناپسندیدہ فعل ہے نہ ہی شریعت مقدسہ میں اس قسم کے جلوسوں کی اجازت ہے اور نہ ہی علماء دیوبند کا ان جلوسوں سے کوئی تعلق ہے۔ اللہ تعالیٰ ان (حق نواز دیوبندی وغیرہ) کو ہدایت دے کہ بدعات کے اختراع کی بجائے سنتوں کو زندہ کریں" (مولوی محمد یوسف دارالعلوم عثمانیہ)۔ چک نمبر پی ر ۸۸ ر رحیم یار خان بتاریخ ۲۳۔ جمادی الاخریٰ ۱۴۰۹ھ

مصداق: مدعی لاکھ پہ بھاری ہے گواہی تیری

مولوی محمد یوسف دیوبندی کے فتویٰ سے ثابت ہو گیا کہ دیوبندی وہابی مکتب فکر کی انجمن سپاہ صحابہ اور بالخصوص اس انجمن کے لیڈر مولوی حق نواز جھنگوی اور ان کے رفقاء گمراہ و بدعتی ہیں جنہوں نے صریح بدعت و شرعاً ناپسندیدہ فعل اور بدعات کے اختراع کا ارتکاب کیا ہے۔ بلکہ مولوی یوسف دیوبندی کے علاوہ باقی تمام علماء دیوبند۔ مولوی سرفراز گکھڑوی، عنایت اللہ بخاری اور ضیاء القاسمی دیوبندی وغیرہم بھی مولوی حق نواز دیوبندی کے شریک جرم ہیں۔ جنہوں نے سپاہ صحابہ کے بدعات کے مظاہرہ پر اپنی خاموشی سے کم از کم نیم رضامندی کا ثبوت دیا۔ مذکورہ تمام ناقابل تردید حقائق و شواہد اور حوالہ جات سے فرزندان نجد و دیوبند غیر مقلدین و دیوبندی علماء کا دور خا منافقانہ کردار واضح ہو گیا۔ کہ ان لوگوں کو محض شان رسالت و ولایت سے عداوت کے باعث میلاد شریف اور عرس و گیارہویں شریف سے عناد ہے اور خود ساختہ جشن دیوبند و بدعات۔

اہلحدیث سے انہیں کوئی تکلیف نہیں۔

نوٹ: یوم صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرح یکم محرم ۱۴۱۲ھ کو دیوبندی انجمن سپاہ صحابہ نے ملک بھر میں یوم فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی منایا اور جلوس بھی نکالا۔

جشن غیر مقلدین بزعم خویش "اہلحدیث":

منکرینِ شانِ رسالت و مخالفینِ جشنِ میلاد و جلوس مبارک کے فریق اوّل علماء دیوبند کے صد سالہ جشن دیوبند کی تفصیلات ملاحظہ فرمانے کے بعد فریق دوم غیر مقلدین کے جشن و جلوسوں اور دیگر بدعات کا بھی باحوالہ تاریخی بیان مطالعہ فرمائیں اور ان لوگوں کی شان رسالت دشمنی کا اندازہ لگائیں۔ ماہنامہ "رضائے مصطفیٰ" گوجرانوالہ نے جشن غیر مقلدین کے موقع پر اسی وقت تازہ بتازہ

بعنوان "اسے کیا کہیے" تحریر کیا کہ :

"غیر مقلدین اہلحدیث کے شرک و بدعت پر مبنی اصولوں کے تحت روضہ ء نبوی ﷺ کی زیارت کے لئے مدینہ منورہ کا "شد رحال" بھی شرک و معصیت ہے۔ عرس و میلاد و گیارہویں وغیرہ کیلئے وقت و دن کا تعین و اہتمام بھی بدعت و ناجائز ہے۔ اور جشنِ عید میلاد النبی ﷺ کی عظیم الشان تقریب پر جلوس و جھنڈیوں وغیرہ کا اہتمام بھی اسراف و بدعت اور بے ثبوت ہے۔ مگر بر عکس اس کے "قائد اہلحدیث" احسان الٰہی ظہیر کی قیادت میں "جمعیت اہلحدیث" نے ۱۸۔ اپریل ۱۹۸۶ء بروز جمعۃ المبارک کا تعین کر کے موچی دروازہ لاہور میں کثیر اخراجات کے ساتھ جلسہ ء عام کا انعقاد کیا۔ مختلف علاقوں اور شہروں سے جھنڈوں کے ساتھ جلوسوں کی صورت میں موچی دروازہ لاہور پہنچنے کا اہتمام و انتظام کیا۔ اور موچی دروازہ لاہور کے سفر و "شد رحال" کے لئے اخبارات و اشتہارات میں مسلسل اعلان کیا گیا کہ :

چلو چلو۔ لاہور چلو

موچی دروازہ لاہور چلو

گویا جو موچی دروازے نہیں گیا وہ اہلحدیث نہیں رہا اور ۱۸۔ اپریل کو سب سے بڑی بدعت کا ارتکاب یوں کیا گیا کہ "اہلحدیث مساجد میں نماز جمعہ کا ناغہ کر کے اور مساجد کو بے آباد کر کے موچی دروازہ میں نماز جمعہ کا اہتمام کیا"۔ (جنگ لاہور ۱۵۔ اپریل ۱۹۸۶ء)

ہے کوئی اہلحدیث :۔

جو موچی دروازہ لاہور کی مذکورہ بدعات و اسراف اور اس پر مستزاد تالی و فوٹو بازی کا جواز و ثبوت قرآن و حدیث سے پیش کرے یا پھر ان سب بے ثبوت و غلط امور کی انجام دہی کے بعد روضہ ء نبوی ﷺ کی زیارت، عرس و میلاد و گیارہویں کی تقاریب اور جلوس میلاد و جھنڈیوں وغیرہ کے خلاف اپنی فتویٰ بازی واپس لینے کا اعلان کرے، ورنہ یہی سمجھا جائے گا کہ ان لوگوں کی طرف سے

خود جشن مناتا اور جشن میلاد و جلوس مبارک کے خلاف فتویٰ بازی کرنا محض شان رسالت سے دشمنی پر مبنی ہے۔ **والعیاذ باللہ تعالیٰ۔**

جشنِ لاہور :۔

کے علاوہ غیر مقلدین نے مختلف مقامات پر جلسہ ءعام کے نام پر جشن منانے کے علاوہ گوجرانوالہ میں بھی ۹۔۱۰ مئی ۱۹۸۶ء کو بالخصوص جلسہ ءعام کے جشن و جلوسوں کا بہت اہتمام کیا۔ اور جلسہ ءہذا میں فوٹوبازی پٹاخہ بازی و تالی بجانے کے علاوہ وڈیو فلمیں بھی تیار کی گئیں"۔

(روزنامہ نوائے وقت ۱۰،۱۱ مئی ۱۹۸۶ء)

غیر مقلدین :۔

کے ظہیر گروپ کے مذکورہ اعمال نامہ کے بعد ان کے میاں فضل حق و لکھوی گروپ کا اعمال نامہ بھی ملاحظہ ہو۔

۸۔اگست ۱۹۸۶ء بروز جمعہ مرکزی جمعیت اہلحدیث پاکستان کے مولانا معین الدین لکھوی اور جمعیت کے ناظم اعلیٰ میاں فضل حق ایک روزہ دورہ پر گوجرانوالہ پہنچے تو پل نہر اپر چناب پر مرکزی جمعیت اہلحدیث، مرکزی جمعیت شبان اہلحدیث اور جمعیت رفقائے اسلام کے سینکڑوں کارکنوں نے علماء کی قیادت میں ان کا شاندار استقبال کیا اور انہیں جلوس کی شکل میں جامع مسجد کرم ماڈل ٹاؤن لایا گیا راستہ میں شیرانوالہ باغ کے قریب خاکسار تحریک کے ایک دستہ نے سالار اکبر غلام مرتضےٰ اور عنایت اللہ کی سربراہی میں ان راہنماؤں کو اکیس گولوں کی سلامی دی۔ شرکاء جلوس پاکستان کے قومی پرچم اور جمعیت اہلحدیث کے جھنڈے اٹھائے ہوئے تھے بعد نماز جمعہ جمعیت شبان اہلحدیث نے مسجد کرم سے شریعت بل کی حمایت میں ایک جلوس نکالا۔ یہ جلوس سرکلر روڈ سے ہوتا ہوا جامعہ اشرفیہ میں پہنچ کر جلسہ ءعام میں شامل ہو گیا۔ (روزنامہ نوائے وقت جنگ مشرق لاہور ۹۔۱۰۔اگست ۱۹۸۶ء)

منکرین جشن میلاد و جلوس مبارک کا مذکورہ اعمال نامہ اور تاریخی دستاویز   مصداق : داشتہ آید بکار۔ اپنے پاس محفوظ و ذہن نشین رکھنے کے علاوہ ملاحظہ فرمائیں۔ کہ ان لوگوں کے ہاں

اپنے لئے اور اپنے مولویوں اور لیڈروں کے لئے ہر طرح شان و شوکت، جشن و جلوس، گولوں کی سلامی اور جھنڈے وغیرہ تکلفات و رسومات سب کچھ جائز و روا ہے۔ مگر بدعی دیوبندی دھرم میں پابندی ہے۔ تو صرف جشن عید میلاد النبی ﷺ کے جشن و جلوس مبارک پر۔ ہے کوئی مفتی وہابدہ دیوبند جو اپنی دو عملی و دورنگی اور اس دوہرے معیار کی کوئی دلیل کتاب و سنت سے پیش کرے۔ جس کا منافقانہ طور پر بڑا پراپیگنڈہ کیا جاتا ہے۔ تف ہے۔ ایسی نام نہاد مسلمانی و توحید پرستی پر۔

والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

نوٹ:

ہم نے اخباری بیانات و رپورٹنگ سے اہلحدیث کے جشن و جلوسوں کے جو حوالے دیئے ہیں۔ انہیں اہلحدیثوں کے ترجمان ہفت روزہ "الاسلام" لاہور نے ۲۵۔اپریل اور ۱۶۔مئی ۱۹۸۶ء میں اور ہفت روزہ "اہلحدیث" لاہور نے ۸۔اور ۱۵۔اگست کی اشاعت میں بھی نقل اور تسلیم کیا ہے۔

عید:

بلکہ "الاسلام" نے تو یہاں تک لکھا ہے کہ موچی دروازہ کے تاریخی جلسہ کی تیاریاں تقریباً تین ہفتوں سے جاری تھیں۔ اور عید کے چاند کی طرح ہر تاریخ اس انتظار میں گزر رہی تھی...... بالآخر ۱۸۔اپریل کا آفتاب ایک نیا ولولہ اور ایک نئی روشنی لے کر طلوع ہوا۔ (الاسلام ۲۵۔اپریل ۱۹۸۶ء ص: ۴)

منکرین میلاد:

جلوس مبارک کی شان رسالت سے عداوت اور ازلی شقاوت و اندرونی خباثت کا بھی کوئی ٹھکانہ ہے کہ ۱۸۔اپریل (کی انگریزی تاریخ) کو جلسہ اہلحدیث کے لئے تو ایسی تیاریاں اور سرگرمیاں کہ دن رات ایک کر دیا جائے۔ اور عید کے چاند کی طرح اس کا انتظار کیا جائے۔ اور ۱۸۔اپریل یوم جلسہ کے آفتاب کے طلوع کو نئے ولولے اور نئی روشنی سے تعبیر کیا جائے۔ لیکن یوم عید میلاد النبی ﷺ کے موقع پر ان لوگوں پر مردنی چھا جائے۔ لفظ عید کے استعمال سے لے کر ہر چیز

کو بدعت و شرک کی عینک سے دیکھنا شروع کردیں۔ اور ۱۲۔ ربیع الاول کا آفتاب نئے ولولے اور نئی روشنی کی بجائے منکرین کی موت و تباہی کا پیغام لے کر طلوع ہو۔ افسوس ہے ایسی ہٹ دھرمی و کور چشمی پر۔ **ولا حول ولا قوۃ الا باللہ۔**

اہلحدیث :

کے ایک اور ترجمان ہفت روزہ "الاعتصام" لاہور نے ۲۳۔ مئی ۱۹۸۶ء کی اشاعت میں لکھا ہے کہ :

زہے ماہ رمضان و ایام او کہ چوں صبح عید است ہر شام او

انصاف پسند :

حضرات غور کریں کہ اس ترجمان اہلحدیث نے کس وسیع القلبی کے ساتھ ماہ رمضان کی ہر شام کو "صبح عید" قرار دے کر عید الفطر سے پہلے ہی ماہ رمضان میں پوری تیس عیدیں زائد منا ڈالیں ہیں۔ اور یہاں انھیں اپنا یہ کلیہ یاد نہیں رہا کہ اسلام میں صرف دو عیدیں ہیں۔ لہٰذا کسی تیسری عید کی کوئی گنجائش نہیں۔ جس کلیہ کی آڑ میں عید میلاد النبی ﷺ کے خلاف خبث باطنی کا اظہار کیا جاتا ہے گویا اگر ضد و عناد ہے تو صرف حبیب خدا ﷺ کی عید میلاد سے جس کی طفیل بقول "الاعتصام" رمضان کی ہر شام بھی صبح عید ہے۔

عید کا سماں :

"تھانہ کنگن پور موکل میں ۲۔ مئی کو عظیم الشان تاریخی جلسہ ہوا۔ رنگ برنگی جھنڈیوں اور اسٹیج کی سجاوٹ نے عید کا سا سماں بنا رکھا تھا" (اہلحدیث لاہور ۲۲۔ جون ۱۹۸۵ء)

"اہلحدیث" کے بقول اگر ایک عام جلسہ و اسٹیج کو بلا ثبوت رنگ برنگی جھنڈیوں سے سجانا جائز ہے۔ اس میں کوئی بدعت و فضول خرچی نہیں، تو میلاد مصطفیٰ ﷺ جیسی خصوصی تقریب کے لئے محافلِ میلاد کا انعقاد و سجاوٹ کیسے ناجائز ہو سکتی ہے اور اگر ایک عام قسم کے جلسہ کو خوشی سے "عید کا سا سماں" منایا جا سکتا ہے تو اس سے بدرجہا بڑھ کر میلاد النبی ﷺ کی تقریب کو نہایت خوشی کے

باعث عید میلاد النبی ﷺ کیوں نہیں کہا جا سکتا؟

زنانہ جلوس :

(تحریک نظام مصطفیٰ کے دوران) گوجرانوالہ شہر میں خواتین کے تمام جلوس مدارس اہلحدیث سے نکلے (اہلحدیث لاہور ۶ جنوری ۱۹۷۷ء) ۳۰۔ مارچ ۱۹۷۷ء کے روز مفتی محمود کی زیر صدارت قومی اتحاد کا فیصلہ تھا کہ آج خواتین کا جلوس نکالا جائے گا۔ سوا تین بجے فاطمہ جناح روڈ سے جلوس کا آغاز ہوا۔ جلوس میں سب سے آگے بیگم ابوالاعلیٰ مودودی تھیں۔ (ہفت روزہ ایشیا لاہور ۳۔ اپریل ۱۹۷۷ء)

کیوں جی :

قومی اتحاد سے وابستہ اہلحدیث۔ دیوبندیہ۔ مودودیہ، اگر ۱۹۷۷ء میں نظام مصطفےٰ ﷺ کے لئے زنانہ جلوس بدعت و ناجائز نہیں تھے۔ (حالانکہ ان میں بے پردگی نعرہ بازی اور تالیاں سب کچھ تھا) تو بعد میں میلاد مصطفےٰ ﷺ کے مردانہ جلوس کیوں بدعت و ناجائز ہو گئے۔؟ حاجی حق حق نے کیسی حقیقت افروز بات فرمائی ہے کہ :

تم جو بھی کرو بدعت و ایجاد روا ہے
اور ہم جو کریں محفل میلاد برا ہے

۱۲۔ ربیع الاوّل :

مسلک اہل حدیث کے ترجمان ہفت روزہ "اہلحدیث" نے بعنوان "قدیم صحائف کی گواہی" لکھا ہے کہ...... "بھارت میں ایک کتاب بعنوان "کلکی اوتار اور محمد صاحب" منظر عام پر آئی ہے۔ اس کے مصنف الٰہ آباد یونیورسٹی سنسکرت کے ریسرچ سکالر پنڈت وید پرشاد اوپادھیہ ہیں۔ اور اس پر آٹھ ہندو پنڈتوں نے تصدیقی نوٹ لکھے ہیں۔ اس کا ایک اقتباس ملاحظہ ہو۔

• "کلکی اوتار (عالم انسانیت کے آخری نجات دہندہ برگزیدہ نبی) کو۔ فرشتوں کے ذریعے مدد مہیا ہو گی۔ حسن و وجاہت میں وہ بے مثال ہوں گے۔ ان کا جسم معطر ہو گا۔ وہ مہینے (ربیع

الاوّل) کی ۱۲۔ تاریخ کو پیدا ہوں گے۔ وہ شہسوار و شمشیر زن ہوں گے"۔

یہ بیان کرنے کے بعد پنڈت وید پرکاش اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ موصوف آنحضرت ﷺ کے علاوہ اور کوئی نہیں ہے۔" (ہفت روزہ اہلحدیث لاہور ۹۔ اگست ۱۹۸۶ء)

سبحان اللہ:

غیر مسلموں کی زبانی ان کی پیشین گوئی کے مطابق "اہلحدیث" کی تصدیق سے شانِ مصطفوی ﷺ کا کتنا عمدہ بیان ہوا۔ جس میں یہ تصریح بھی آگئی کہ ۱۲۔ ربیع الاوّل ہی یوم میلاد النبی ﷺ ہے۔

تعجب ہے:

کہ غیر مسلموں کی پیشین گوئی و "اہلحدیث" کی تصدیق کے مطابق تو یوم ولادت کی ۱۲۔ تاریخ ہو لیکن مسلمان کہلانے اور بعض اہلحدیث بننے والے خواہ مخواہ اس میں انتشار و افتراق کا موجب بنیں۔ "مولدِ خیر البریہ" میں نواب صدیق حسن خان بھوپالی غیر مقلد نے لکھا ہے کہ شبِ ولادت مصطفےٰ میں کوشک کسریٰ حرکت میں آیا۔ آتش فارس بجھ گئی (حضرت آمنہ) نے زمین کے مشارق و مغارب کو دیکھا نیز تین جھنڈے دیکھے ایک مشرق میں ایک مغرب میں اور ایک پشتِ کعبہ پر۔ جب حضرت ہمراہ نور کے پیدا ہوئے دیکھا تو آپ سجدے میں ہیں اور انگلی طرف آسمان کے"۔ مزید تفصیل اس مستقل تصنیف "شمامہ عنبریہ من مولد خیر البریہ" میں پڑھیں اور "اہلحدیث" بھی اس طرح میلادِ مصطفےٰ بیان کریں۔ خدا ہدایت دے۔

نہایت کارآمد و یادگار تاریخی حوالے:

۲۳۔ مارچ ۱۹۸۷ء کا دن یوم قراردادِ پاکستان کی مناسبت سے تو یادگار تھا ہی۔ مگر اس دن غیر مقلد وہابیوں کی "جمعیت اہلحدیث" کے جلسہ لاہور (فوارہ چوک قلعہ لچھمن سنگھ) میں بم کے زبردست دھماکہ سے وہابیوں کے لیڈر احسان الٰہی ظہیر اور حبیب الرحمان یزدانی آف کاموکی سمیت دس وہابیوں کی نہایت عبرتناک ہلاکت اور ۱۰۰ کے قریب زخمی ہونے والوں کی یاد میں وہابیوں کی احتجاجی تحریک کے باعث بھی ۲۳۔ مارچ دوہری یادگار بن گیا ہے۔ اس تحریک کے

دوران منکرین شان رسالت وعید میلاد النبی ﷺ کے دشمنوں نے اپنا وہابی مذہب اور بالخصوص شرک وبدعت کے سارے فتوے بالائے طاق رکھ کر ہر جائز و ناجائز اور اخلاقی و غیر اخلاقی طریقہ سے احتجاجی مظاہرے کئے۔ جو کسی بھی اخبار بین شخص سے مخفی نہیں۔

پہلی بات:

تو یہی ہے کہ ان کا خاص ۲۳ مارچ کو یوم پاکستان کے مقررہ موقع پر جلسہ کرنا ہی سراسر بدعت تھا اور اس جلسہ میں نہ صرف فوٹو سازی و کیمرہ بازی ہو رہی تھی بلکہ باقاعدہ وڈیو فلم بھی بنوائی جا رہی تھی (جسے اب بھی وہابی موقع بموقع مختلف مقامات پر دکھاتے اور دیکھ دیکھ کر روتے ہیں)۔ جو سراسر حرام و بدعت فعل تھا اور اس شدید بدعت کا ارتکاب کرتے ہوئے وہابی مولوی بم کے دھماکہ سے موت کی آغوش میں پہنچ گئے۔ اور عین میلاد شریف کو بدعت و شرک قرار دینے والے وہابیوں کے چوٹی کے مولوی اور لیڈر عین موت کے موقع پر نہ صرف اس صریح قباحت و شناعت میں خود ملوث ہوئے بلکہ وہابیوں کو اس گناہ میں مسلسل مبتلا رکھنے کے لئے اپنی شرک و بدعت کی یہ بدترین یادگار باقی چھوڑ گئے۔ کہنے والے نے کیا خوب کہا ہے کہ:

جب سرِ محشر وہ پوچھیں گے بلا کر سامنے
کیا جواب جرم دو گے تم خدا کے سامنے

یاد رہے:

کہ فوٹو صرف بدعت و گناہ ہی نہیں بلکہ علماء اہلحدیث نے اسے شرک تک قرار دیا ہے۔ چنانچہ "جماعت اہلحدیث" کے ترجمان ہفت روزہ "الاعتصام" لاہور نے مفتی اعظم سعودی عرب عبد العزیز بن باز کا فتویٰ بدیں الفاظ شائع کیا ہے کہ "فوٹو بنانا اور اس کی پسندیدگی باعث لعنت ہے...... اس فعل بد اور کفار و مشرکین کے کردار انجام میں سر مو فرق نہیں۔ وہ (فوٹو باز) از سر نو شرک کا دروازہ کھول رہا ہے اور کفر کے ذرائع و وسائل کو رواج دے رہا ہے.... جس طرح کسی جرم کا کرنا حرام ہے۔ بعینہٖ اسی طرح اس کا حکم دینا یا اس پر رضامندی بھی حرام ہے..... اور جو کوئی باوجود قدرت انکار اور اظہار بیزاری کے گناہ دیکھ کر خاموش رہتا ہے تو وہ گناہ کے مرتکب فوٹو گرافر و

وڈیو فلم ساز (کے حکم میں ہے۔ ایسا شیطان اخرس (گونگا شیطان) بدتر کا مجرم ہے"۔ (ہفت روزہ "الاعتصام" لاہور ۲۱۔۲۸۔ جولائی ۱۹۷۸ء)

نیز لکھا ہے کہ بڑی بڑی بدعتوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ کسی جاندار کی تصویر بنائی جائے۔ (الاعتصام ۱۵۔ مئی ۱۹۷۸ء)

یہی نہیں :

احسان الٰہی ظہیر کی زندگی میں شخصی طور پر ان کا نام لیکر ان کے متعلق بالخصوص اور دیگر فوٹو باز علماء اہلحدیث اور با تصویر کیسٹ بیچنے والے اہلحدیثوں کے متعلق بالعموم "الاعتصام" نے لکھا کہ علماء اہلحدیث کی تقاریر کے با تصویر کیسٹ دھڑا دھڑ فروخت ہو رہے ہیں۔ ان جید علماء کے کیسٹوں پر فوٹو دیکھ کر دکھ ہوا کہ جس چیز کے قرآن و حدیث کی روشنی میں ہم لوگ قائل نہیں آج وہ چیز ہمارے علماء میں رائج ہو رہی ہے۔ حالانکہ تقاریر کے کیسٹوں پر جید علماء کے فوٹو کا جواز نہیں بن سکتا" (الاعتصام ۱۵۔ نومبر ۱۹۸۵ء)

یزید و شمر سے بدتر :

علماء اہلحدیث و دیوبند کے پیشوا مولوی اسماعیل دہلوی نے لکھا ہے کہ "تصویر بنانے والے کو پیغمبر کے قاتل کا سا گناہ ہے تو (لہٰذا) وہ یزید اور شمر سے بھی بدتر ہے کہ انہوں نے پیغمبر کو نہیں مارا بلکہ پیغمبر کے نواسے کو اور امام وقت کو کہ پیغمبر کا نائب تھا" (ملخصاً تقویت الایمان ص ۸۰)

خدائی دعویٰ :

"تصویر بنانے والا (مصور و فوٹو گرافر) پردے میں خدائی کا دعویٰ کرتا ہے کہ جو چیزیں اللہ نے بنائی ہیں۔ ان کی مثل بنانیکا ارادہ کرتا ہے۔ بڑا بے ادب ہے"۔ (تقویت الایمان ص ۸۱)

الاعتصام و تقویت الایمان :

کے مذکورہ فتاویٰ کی روشنی میں فوٹو بازی تصویر و فلم سازی اور اس شدید وعید و شرعی جرم کے مرتکب مولویوں کے متعلق تصریحات پڑھ کر اندازہ فرمائیں کہ میلاد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کو

محض عداوت قلبی و خبث باطنی کے تحت بدعت و شرک قرار دینے والوں اور ان کے نام نہاد قائدین اہلحدیث کا اپنا نامہ اعمال کیا ہے؟ وہ میلاد مبارک کے تو نام سے بھی الرجک ہیں۔ لیکن خود نہ صرف ۲۳ مارچ مناتے بلکہ فوٹو بازی کے باعث میں شرک و بدعت کی حالت میں بم کے دھماکہ کے باعث دنیا سے کوچ کر جاتے ہیں۔ جو یقیناً سوء خاتمہ کی علامت ہے نہ کہ خاتمہ بالخیر کی۔ اور واللہ اعلم یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ان لوگوں کی اسی دوغلی و منافقت اور شان رسالت و ولایت اور میلاد دشمنی کے باعث بم کی صورت میں ان پر قہر الٰہی نازل ہوا ہو۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

اعترافِ میر:

بہرحال بم کے دھماکہ میں مرنے والوں کی یاد میں اپنی احتجاجی تحریک کے متعلق جمعیت اہلحدیث کے مرکزی سیکرٹری جنرل پروفیسر ساجد میر نے گوجرانوالہ کی ایک پریس کانفرنس میں کہا کہ "ہم نے اپنی تحریک کے تحت جلسے کئے، جلوس نکالے، جب پھر بھی حکومت نے کوئی نوٹس نہ لیا، تو ہم نے احتجاج کا طریقہ تبدیل کر کے اسے علامتی بھوک ہڑتال کی طرف موڑ دیا"۔ (روزنامہ جنگ لاہور ۲۱۔ جولائی ۱۹۸۷ء)

دیکھ لیجئے:

جشن عید میلاد النبی ﷺ کے جلسہ و جلوس اور اہلسنت کے دیگر معمولات و امور خیر کے ایک ایک پہلو پر شرک و بدعت کا فتویٰ لگانے اور ایک ایک چیز کا صریح ثبوت طلب کرنے والوں کی جب اپنی باری آئی تو بم کے ایک ہی دھماکہ نے سارے مسلک کی کایا پلٹ کر رکھ دی۔ اب اپنے مرنے والوں کی یاد و احتجاج میں جلسے کریں، جلوس نکالیں، کفن پوش اور کفن بردوش جلوسوں کا اہتمام کریں، حتیٰ کہ بھوک ہڑتال بھی کریں، تو یہ سب کچھ جائز اور تقاضائے توحید و حدیث کے عین مطابق ہے۔ نہ کسی بات پر شرک و بدعت کے فتویٰ کا خطرہ ہے اور نہ ہی قرآن و حدیث سے اپنے جلسوں جلوسوں اور بھوک ہڑتال وغیرہ کا ثبوت پیش کرنے کی کوئی ضرورت ہے۔ کیوں؟ محض اس لئے کہ مرنے والے مولویوں اور لیڈروں سے محبت و تعلق ہے۔ اس لئے ان سے تعلق بلاخوف و خطر سب کچھ کرا رہا ہے۔ اور مختلف رنگ دکھا رہا ہے۔ مگر حبیب خدا محمد مصطفیٰ ﷺ کی محبت و

عظمت اور اخلاص و تعلق سے چونکہ دل خالی ہیں اس لئے آپ کے میلاد مبارک، محفل میلاد، جلوس میلاد، صلوٰۃ و سلام، نعت پاک و نعرہ رسالت غرضیکہ محبوب کائنات کی محبت و خوشی اور عزت و شان کی ہربات میں شرک و بدعت اور حرام و گناہ کا خطرہ "ہوا" نظر آتا ہے۔ اسی لئے تو کہا گیا ہے کہ

یہ جو بھی کریں بدعت و ایجاد روا ہے
اور ہم جو کریں محفل میلاد بُرا ہے

(اور) اعلیحضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ نے اس حقیقت کو ان الفاظ میں بیان فرمایا ہے کہ:

وہ حبیب ﷺ پیارا تو عمر بھر کرے فیض و جود ہی سر بسر
ارے تجھ کو کھائے تپ سقر تیرے دل میں کس سے بخار ہے

اپنے مُردوں کی یاد میں جلسوں، جلوسوں اور ان کے ان نعروں کی بدعات کو تو سب وہابیوں نے مشرف بہ توحید کر لیا ہے کہ۔ "علامہ تیرے خون سے انقلاب آئے گا"
"جب تک سورج چاند رہے گا۔ یزدانی تیرا نام رہے گا"
(روزنامہ نوائے وقت لاہور یکم اگست ۱۹۸۷ء)

حالانکہ:

یہ سب کچھ نجدی وہابی مذہب کی رو سے سراسر بدعت و بے ثبوت ہے۔ اور تیرا اور تیرے کے لفظ سے بصیغہ ندا مردوں کو پکارنا۔ ان سے خطاب کرنا اور اہل قبور کے سماع و سننے کا نظریہ رکھنا وہابی توحید کے نقطہ نظر سے قطعاً شرک ہے۔ مگر غیر مقلدوں کی نئی کایا پلٹ نے ان سب چیزوں کو سند جواز مہیا کر دی ہے۔ ورنہ ان جلوسوں نعروں اور مردوں کو پکارنے کا وہابی مذہب سے کوئی جوڑ اور واسطہ ہی نہیں۔ مگر شریعت شاید ان لوگوں کے نزدیک خالہ جی کا گھر ہے۔ کہ جہاں جو چاہیں۔ من مانی کریں اور ہیرا پھیری کے کرتب دکھائیں۔ بہر حال بھوک ہڑتال کی بدعت کو تو "تنظیم اہلحدیث" بھی برداشت نہیں کر سکا۔

چنانچہ جماعت اہل حدیث کے خصوصی ترجمان ہفت روزہ "تنظیم اہلحدیث" نے واشگاف طور پر لکھا ہے کہ ۲۳۔ مارچ کے بم کے حادثے کے.... سلسلے میں جو احتجاجی مظاہرے

ہوئے۔ ان میں سے بعض مواقع پر شرپسندوں نے ان کارروائیوں کو دوسری طرف موڑ دیا تھا اور کچھ توڑ پھوڑ کی کارروائیاں ہوئیں۔ انہیں بھی جماعت کے سنجیدہ حلقوں نے پسند نہیں کیا تھا اور صدائے احتجاج بلند کرنے سے اتفاق رکھنے کے باوجود اس قسم کی کارروائیوں کی انہوں نے مذمت کی تھی۔ اسی طرح بھوک ہڑتال کا اقدام ہے۔ اگرچہ اسے بھی 'جمہوریت' کی طرح مشرف بہ اسلام کرنے کی کوشش کی گئی ہے لیکن ہم عرض کریں گے کہ پھر بھی اس میں مشابہت کفار کا پہلو پایا جاتا ہے بھوک ہڑتال کا بانی گاندھی تھا اور اب بھی یہ بالعموم انہی لوگوں کا حربہ ہے جو دین سے بے بہرہ یا دین سے بے تعلق ہیں۔ اس لئے اس کی تحسین مشکل ہے۔ ہم اپنے دوستوں اور بزرگوں سے عرض کریں گے کہ وہ اپنے جذبات کے اظہار میں ان رویوں اور طریقوں سے اجتناب برتیں جو کافروں کے ایجاد کردہ ہیں یا بے دینوں کا شعار ہیں۔ (ہفت روزہ تنظیم اہلحدیث لاہور ۱۷۔۲۳۔ جولائی ۱۹۸۷ء)

یہ ہے منکرینِ میلاد و نام نہاد اہلحدیثوں کے کردار اور عمل بالحدیث کا مظاہرہ۔ کہ خود جلوس نکالیں، جلوسوں میں شرپسندی اور توڑ پھوڑ کی کارروائیاں کریں، جمہوریت کی بدعت کو مشرف بہ اسلام کرنے کی کوشش کریں حتیٰ کہ گاندھی کی پیروی میں بھوک ہڑتال کرکے بے دینوں کا شعار اپنائیں اور کفار کی مشابہت کریں تو انہیں کچھ فرق نہیں پڑتا۔ مگر میلاد مصطفےٰ ﷺ کے نام ہی سے دل جل جاتا ہے۔

جلوسِ عید:

زندہ نبی ﷺ کے جلوس عید میلاد مبارک کے منکرین "تحریکی وہابیوں" پر اپنے مردہ مولویوں کے مسلسل پے در پے جلوسوں کا بھوت ایسا سوار ہوا کہ انہوں نے عید الفطر اور عید الاضحیٰ دونوں عیدوں کے موقع پر بھی تاریخ اسلام و خود "تاریخ اہلحدیث" میں پہلی مرتبہ اپنے مولویوں کی یاد میں جلوس نکالا۔ چنانچہ عید الفطر ۱۴۰۷ھ کے موقع پر اخبارات کی تفصیل کے علاوہ عید الاضحیٰ کے موقع پر روزنامہ نوائے وقت لاہور ۱۰۔ اگست ۱۹۸۷ء کی اشاعت کے مطابق "اہلحدیث یوتھ فورس گوجرانوالہ کے زیر اہتمام عید الاضحیٰ کے روز مرکزی عید گاہ اہلحدیث حافظ آباد روڈ سے احتجاجی جلوس نکالا گیا"

کیا کوئی اہلحدیث :

اس کا ثبوت پیش کر سکتا ہے کہ اگر جلوس عید میلاد بدعت ہے تو جلوس عید الفطر اور جلوس عید الاضحی کیوں بدعت نہیں۔ کیا قرون اولیٰ میں شہداء اسلام کی یاد اور احتجاج کے نام پر کبھی اس قسم کا کوئی جلوس نکالا گیا؟ اگر نہیں اور یقیناً نہیں۔ تو پھر عیدین کے موقع پر اس بدعت جلوس کے مرتکب وہابی کیا اپنے ہی اصول کے مطابق اس بے ثبوت جلوس کے باعث بدعتی و جہنمی ہوئے یا نہیں؟ اس موقع پر وہابیوں کو حدیث : **کُلُّ بِدعَۃٍ ضَلَالَۃٌ وَکُلُّ ضَلَالَۃٍ فِی النَّار۔** کیوں یاد نہیں آئی؟

۱۴۔ اگست :

۲۳۔ مارچ فوٹو بازی، فلم سازی اور جلوس عیدین کی بدعات کے علاوہ منکرین میلاد کی ایک اور بدعت کا اعلان ملاحظہ ہو۔ (اہلحدیث یوتھ فورس ۱۴۔ اگست یوم آزادی کو یوم احتجاج کے طور پر منائے گی۔ اس امر کا فیصلہ اہل حدیث یوتھ فورس پاکستان اور پنجاب کے مشترکہ اجلاس میں کیا گیا (جنگ، نوائے وقت لاہور ۵۔ اگست ۱۹۸۷ء) ۱۴۔ اگست کو جامع مسجد محمدیہ چوک اہلحدیث سے بعد از نماز جمعہ احتجاجی جلوس نکالا جائے گا۔ (نوائے وقت ۱۰۔ اگست ۱۹۸۷ء)

کیا اب بھی کوئی شبہ ہے ؟

کہ نجدیوں وہابیوں کی شان رسالت دشمنی ہی دراصل عید میلاد و جلوس مبارک کے انکار کا موجب ہے اور یہ لوگ نہیں چاہتے کہ رسول پاک ﷺ کے جشن میلاد و شان و شوکت کا مظاہرہ ہو۔ ورنہ کیا وجہ ہے کہ اپنے مردوں مولویوں کے جلوسوں کی بھرمار ہو۔ ۲۳۔ مارچ کا دن منایا جائے۔ عیدین کے موقع پر سراسر بے ثبوت جلوس نکالا جائے اور ۱۴۔ اگست کی اہمیت کو مزید بڑھا کر "ڈبل یوم" منایا جائے۔ مگر عید میلاد مبارک پر یہ سب امور بدعت و بے ثبوت قرار پائیں۔ آہ!

تم جو بھی کرو بدعت و ایجاد روا ہے

بیٹے کی خوشی:

۲۳۔مارچ ۱۹۸۷ء کو لاہور بم کے دھماکہ میں ہلاک ہونے والے مولوی حبیب الرحمان یزدانی آف کاموکی کا ایک ہی بیٹا تھا۔ جو ۱۹۸۶ء میں ان کی زندگی میں بچپن میں ہی فوت ہو گیا۔ اور انہوں نے بعض بے گناہوں کو اس کی موت کا ذمہ دار قرار دے کر انہیں مقدمہ ء قتل میں ملوث کرنے کی کوشش کی۔ جس میں وہ ناکام ہو گئے۔ اور پھر کچھ عرصہ بعد اولاد نرینہ سے محروم ہی دنیا سے چل بسے۔ مگر قدرت ربانی کے تحت ان کی موت سے تقریباً تین ماہ بعد ان کی بیوہ کے ہاں بیٹا پیدا ہوا۔

پھر کیا ہوا؟

اخبارات کی رپوٹ کے مطابق منکرین میلاد یعنی اہلحدیثوں میں بے حد خوشی و مسرت کی لہر دوڑ گئی۔ اور اس خوشی میں "جامعہ محمدیہ چوک اہلحدیث گوجرانوالہ میں مٹھائی تقسیم کی گئی" (جنگ لاہور ۲۳۔جون ۱۹۸۷ء)۔ اہلحدیث یوتھ فورس گوندلانوالہ۔ گوجرانوالہ نے اس خوشی میں کئی من مٹھائی تقسیم کی اور سیکرٹری نشرواشاعت نے بچے کی پیدائش کو معجزہ قرار دیا (مشرق لاہور ۳۔جولائی ۱۹۸۷ء) نیز اس خوشی میں اہلحدیث یوتھ فورس سیالکوٹ نے جامع مسجد اہلحدیث شاب پورہ میں جمعۃ المبارک کے اجتماع میں مٹھائی تقسیم کی۔ اور اہلحدیث یوتھ فورس کے اراکین نے بچہ کا نام حبیب الرحمان تجویز کیا۔ اور کہا یوں معلوم ہوتا ہے جیسے کچھ عرصہ بعد مولانا یزدانی اپنے بیٹے کے روپ میں مسلک اہلحدیث کی خدمت کے لئے رونما ہوں گے۔

(روزنامہ نوائے وقت لاہور ۲۔جولائی ۱۹۸۷ء)

ٹورنامنٹ:

حبیب الرحمان یزدانی کی یاد میں والی بال شوٹنگ ٹورنامنٹ ہائی سکول کی گراؤنڈ میں منعقد ہوا۔ افتتاح میاں خلیل الرحمان ایڈووکیٹ نے کیا۔ (جنگ لاہور ۹۔اگست ۱۹۸۷ء)

مسلمانو! پہچانو!

یہ ہے نجدی دھرم اور غیر مقلد وہابی مذہب جس کے تحت حبیب خدا شہ ہر دوسرا حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ کی پیدائش کی خوشی منانا اور شیرینی تقسیم کرنا وغیرہ تو سب بدعت و اسراف و بے ثبوت ہے۔ لیکن اپنے مولوی کے بیٹے کی پیدائش کی خوشی منانا، جگہ جگہ کئی من کے حساب سے مٹھائی تقسیم کرنا عین تقاضائے توحید و حدیثیت ہے۔ اور

اہلِ قبور:

کی یاد میں محفل ختم قرآن و ایصال ثواب تو بدعت و ناجائز ہے۔ لیکن مرنے والے کی یاد میں والی بال ٹورنامنٹ جیسے کھیلوں اور ان کے انعقاد و اہتمام و افتتاح کیلئے نہ کسی ثبوت کی ضرورت ہے۔ نہ کسی بدعت کا اندیشہ ہے۔

جلوہ گری:

علاوہ ازیں محبوبانِ خدا کی ارواح کی دنیا میں جلوہ گری تو وہابی مذہب میں ناممکن ہے۔ لیکن حبیب الرحمان یزدانی کی اپنے بیٹے کے روپ میں دنیا میں دوبارہ رونمائی میں کوئی اشکال و استحالہ نہیں۔

معجزہ:

نیز یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ اہلحدیثوں کے بقول مولوی یزدانی کے بیٹے کی پیدائش بھی معجزہ ہے حالانکہ ظاہر ہے اس میں معجزہ کی کوئی بات نہیں۔ قدرتی طور پر اسی طرح بچوں کی پیدائش ہوتی ہی رہتی ہے۔ مگر چونکہ بقول اہلحدیث اس بچے کے روپ میں یزدانی صاحب نے دنیا میں دوبارہ رونما ہوتا ہے۔ لہٰذا اس لحاظ سے معاذ اللہ یہ یزدانی کا معجزہ ہوا اور معجزہ چونکہ پیغمبر کا ہوتا ہے اس لئے بزعم اہلحدیث گویا یزدانی صاحب بم کا نشانہ بننے کے بعد روحانی ترقی کر کے اہلحدیثوں کے صاحب معجزہ پیغمبر بن گئے۔ ولاحول ولاقوۃ الا باللہ۔

مذکورہ :

تاریخی انکشافات و حوالہ جات کے علاوہ آپ حیران ہو نگے کہ مولوی یزدانی کے بیٹے کی پیدائش کو باقاعدہ سرورِ کائنات ﷺ کی ولادت باسعادت کے انداز میں پیش کیا گیا ہے۔ یعنی وہابیوں کو ولادت باسعادت سے جتنی مخالفت اور چڑ ہے، یزدانی کے بیٹے کی پیدائش کی اتنی ہی زیادہ اہمیت و خوشی ہے۔ چنانچہ اہلحدیثوں کی شائع کردہ باتصویر کتاب مسمّٰی بہ "یزدانی کی موت اہل دل پہ کیسی گزری" میں بعنوان "ولادت ابن شیر ربانی" لکھا ہے:

سنی ہے خبر میلادِ ابن یزدانی
تڑپا گئی پھر دل کو یاد ابن یزدانی
خوشی ہوئی ہے ہر فرد جماعت کو
ہو تجھ سے یہ چمن آباد ابن یزدانی
آقائے دو جہاں ﷺ کی ولادت پاک
آگئی تجھ سے یاد ابن یزدانی
تجھ سے کئی امیدیں وابستہ ہیں ہم کو
ہو تجھ سے بہار و شاد ابن یزدانی

مذکورہ اشعار :

بغور ملاحظہ کریں کہ جن لوگوں کو ولادت باسعادت اور نعت شریف پڑھنے پڑھانے سے چڑ ہے انھوں نے ایک بچہ کی پیدائش پر کس طرح اس کی "ولادت و میلاد" کے عنوان سے اس کی ثنا خوانی کی ہے اور اگر انھیں آقائے دو جہاں ﷺ کی ولادت پاک یاد آئی بھی ہے تو یزدانی کے بیٹے کی پیدائش پر۔ کیونکہ ربیع الاول شریف میں تو آقائے دو جہاں ﷺ کی ولادت کی یاد آنا اور منانا نجدی مذہب میں ممنوع قرار دیا گیا ہے۔ پھر یہ امر کس قدر قابل غور ہے کہ محبوبان خدا کو غیر اللہ قرار دے کر ان کو پکارنے ان سے امیدیں وابستہ کرنے اور ان کو وسیلہ [illegible] حاصل کرنے کو شرک و بدعت قرار دینے والے ایک نو مولود بچے کو غائبانہ ندا کر کے اس سے کس طرح اپنی امیدیں وابستہ کر

رہے ہیں کہ :

تجھ سے کئی امیدیں وابستہ ہیں ہم کو

یزدانی کی قصیدہ خوانی :

مذکورہ کتاب میں یزدانی صاحب کو اس آیت کا مصداق ٹھہرایا گیا ہے کہ "جو لوگ اللہ کی راہ میں قتل کئے جائیں، انہیں مردہ نہ کہو بلکہ وہ زندہ ہیں" نیز لکھا ہے کہ **فمامثله فيهم ولا كان قبله**۔ یعنی یزدانی کی مثل نہ کوئی ہے، نہ کوئی پہلے ہوا" نیز ان کو کریم ابن کریم پانچ مرتبہ لکھنے کے علاوہ ان کی موت کو "سورج کے غروب" سے تعبیر کیا گیا ہے۔ **وغير ذالك**۔

یہ ہے :

غیر مقلدوں وہابیوں کے مذہب کا خلاصہ اور نجدی توحید کا کرشمہ کہ جو بات دوسروں کے لئے شرک وبدعت اسراف وبے ثبوت وہ اپنے لئے بالکل جائز و کار ثواب۔ اپنے مولویوں اور ان کے چیلوں کی بھی زیادہ سے زیادہ خوشی و تعلق، خاطر اور تعظیم و مبالغہ لیکن محبوبان خدا سے زیادہ سے زیادہ لاتعلقی اور ان کی توہین و تحقیر و تنقیص۔ کیونکہ رسوائے زمانہ گستاخانہ کتاب "تقویت الایمان" میں انہیں تعلیم ہی یہی دی گئی ہے کہ :

"کسی بزرگ کی شان میں زبان سنبھال کر بولو، جو بشر کی سی تعریف ہو وہی کرو، اس میں بھی اختصار ہی کرو"۔ (ص : ۷۸)

"انسان آپس میں سب بھائی ہیں۔ جو بڑا بزرگ ہو وہ بڑا بھائی ہے، اس کی بڑے بھائی کی سی تعظیم کیجئے...... اور انبیاء، اولیاء سب انسان ہی ہیں۔ اور بندے عاجز اور ہمارے بھائی ...... ان کی تعظیم انسانوں کی سی کرنی چاہئے" (ملخصاً ص : ۴۰۔ ۷، تقویت الایمان)۔

ایک طرف :

تقویت الایمان کے یہ مردہ دل اقتباسات اور دوسری طرف مولوی یزدانی اور دیگر متاثرین دھماکہ بم کے متعلق وہابیوں کی عقیدت و احساسات۔ جلسہ و جلوس، بھوک ہڑتال اور ایک

نو مولود بچے "ابنِ یزدانی" کے بارہ میں ان کی خوشی و قصیدہ خوانی پیشِ نظر رکھ کر ہر صاحبِ علم و انصاف فیصلہ کرے کہ نجدیوں وہابیوں کا اس کے علاوہ اور کیا اصول ہے کہ محبوبانِ خدا کی زیادہ سے زیادہ کردار کشی کر کے اپنے مولویوں اور مقتداؤں کو زیادہ سے زیادہ اہمیت دی جائے۔ یعنی ان کا اصل مقصد ہی یہی ہے کہ محبوبانِ خدا کو چھوڑو اور نجدی وہابی مولویوں کے پیچھے لگو۔ مسئلہ میلاد و گیارہویں ہو یا مسئلہ تقلید و بدعت، ان سب کی مخالفت میں دراصل یہی نجدی روح کارفرما ہے۔

موقع کی مناسبت سے وہابیوں کی طرف سے میلاد النبی ﷺ کی مخالفت اور ابنِ یزدانی کی خوشی منانے پر مولانا ابوانور محمد بشیر صاحب کوٹلوی کی اس رباعی کو دوبارہ ذہن نشین فرمالیں تاکہ منکرینِ میلاد کا احمقانہ و معاندانہ کردار ہمیشہ آپ کے پیشِ نظر رہے کہ۔

جو بچہ ہو پیدا تو خوشیاں منائیں
مٹھائی بٹے اور لڈو بھی آئیں
مبارک کی ہر سو سے آئیں ندائیں (مگر)
محمد کا جب یوم میلاد آئے (ﷺ)
تو بدعت کے فتوے انہیں یاد آئے

حرفِ آخر:

بفضلِ تعالیٰ ہم نے جشن عید میلاد النبی ﷺ اور جلوس میلاد مبارک کے متعلق تحقیقی والزامی اور تاریخی طور پر حقائق و حوالہ جات کا ایک ذخیرہ پیش کر دیا ہے۔ اور منکرین شانِ رسالت و مخالفین میلاد کے گھر سے ایسے دلائل مہیا کر دیے ہیں کہ انشاء اللہ تعالیٰ ان کے جواب سے وہ کبھی عہدہ برآ نہیں ہو سکیں گے اور یہ مختصر و جامع مجموعہ منکرین میلاد کے تابوت میں آخری میخ ثابت ہوگا۔ کتاب ہذا کا یہ تاریخی و معلوماتی پہلو اس کی اہمیت و حیثیت میں مزید اضافہ کا باعث ہوگا کہ اس میں منکرین شانِ رسالت و مخالفین میلاد کے نام نہاد قائدین کا عبرتناک انجام بھی شاملِ اشاعت کر دیا گیا ہے کہ جنہوں نے عمر بھر شانِ رسالت و ولایت اور میلاد مبارک کی مخالفت کی اور اپنے اپنے جشن کے شادیانے بجائے وہ آناً فاناً ایسے المناک و عبرتناک انجام سے دوچار ہوئے اور ان پر ایسی تباہی و بربادی مسلط ہوئی کہ ہمیشہ کے لئے نشانِ عبرت بن گئے۔ اور آخر وقت منہ

دکھانے کے بھی قابل نہیں رہے۔ العیاذ باللہ تعالیٰ۔

ان کے دشمن پہ لعنت خدا کی
دھمکانے کے قابل نہیں ہے
یہ ہے میت کسی بے ادب کی
منہ دکھانے کے قابل نہیں ہے۔

اُف یہ عقائدِ باطلہ

مسلمانوں کو بات بات پر مشرک و بدعتی گردانے والے نجدیوں وہابیوں کے عقائد باطلہ کے سلسلے میں ہم یہ بتانا چاہتے ہیں کہ ان کی شقاوت و شانِ رسالت سے عداوت کا یہ عالم ہے کہ ان کے نزدیک ماہ میلاد النبی ﷺ منانا تو بدعت و ناجائز ہے لیکن اپنوں کی موت کا مہینہ منانا جائز و حلال ہے۔ گویا جس طرح شیعوں کے ماتمی جلوسوں کی بنا پر شیعوں کا محرم مشہور ہے اور جشن عید میلاد النبی ﷺ کے پر نور و پر سرور جلوسوں اور پروگراموں کی وجہ سے ربیع الاول سنیوں، بریلیوں کا مہینہ سمجھا جاتا ہے۔ اب اسی طرح ۲۳۔ مارچ ۱۹۸۷ء کو قلعہ لچھمن سنگھ لاہور میں وہابیوں کے جلسہ میں بم کے دھماکہ کے باعث اپنے مرنے والوں کی یاد منانے اور ان کا غم تازہ کرنے کیلئے "تاریخ اہلحدیث" کے ابواب و نصاب میں تحریراً تقریراً عملاً وہابیوں نے اپنے لیے ماہ مارچ کو اختیار کر لیا ہے اور اس بات کا عملاً مظاہرہ ہو گیا ہے کہ نجدیوں، وہابیوں کو جس طرح اپنے مولویوں اور لیڈروں سے عقیدت و تعلق ہے اس طرح ان کے دلوں میں نہ رسول اللہ ﷺ کی عقیدت و تعلق اور خوشی ہے اور نہ ہی آپ ﷺ کی اہل بیت و شہداء کربلا (علیہم الرضوان) کی عقیدت و تعلق کی وہابیوں کے دلوں میں کوئی گنجائش ہے۔

ورنہ کیا وجہ ہے:

کہ ان کے مرنے والوں کی یادگار منانے کے لئے تو کھلی چھٹی ہو۔ جلسوں، کانفرنسوں کے انعقاد اہتمام و تداعی اور مہینہ و ایام کے تعین و تقرر اور دیگر لوازمات پر شرک و بدعت کا کوئی سایہ نہ پڑے مگر

اسی طرح :

ماہِ محرم آئے تو شہداء کربلا (رضی اللہ عنہم) کی یاد منانے، ذکر خیر کرنے اور ختم شریف و ایصال ثواب وغیرہ سب کو بدعت و ناجائز قرار دے کر ممنوع قرار دیا جائے۔

بدعاتِ اہلحدیث

برسی :

علامہ ظہیر کی برسی پر ملک بھر میں احتجاجی اجتماعات منعقد ہونگے۔ اہل حدیث یوتھ فورس کے قائمقام جنرل سیکرٹری یونس چوہدری نے کہا ہے کہ مارچ میں علامہ احسان الٰہی ظہیر اور ان کے رفقاء کی شہادت کا ایک سال گزر جانے پر ملک بھر میں احتجاجی جلسے اور اجتماعات منعقد کئے جائیں گے۔ ۲۳۔ مارچ سے ۳۱۔ مارچ تک ہفتہ تجدید عزم منایا جائے گا۔ (روزنامہ مرکز اسلام آباد ۲۹۔ فروری ۸۸ء)

۲۱۔ مارچ :

روزنامہ "مرکز" کی مذکورہ رپورٹ کے مطابق مختلف مقامات پر شہدائے اہلحدیث کانفرنس اور احسان کانفرنس کے انعقاد کے علاوہ ۲۱۔ مارچ کو بم کے دھماکہ کی مقررہ جگہ پر بالخصوص شہدائے اہلحدیث کانفرنس منعقد کی گئی اور اس سلسلہ میں دیگر اشتہارات کے علاوہ اہلحدیث یوتھ فورس لاہور کی طرف سے ایک سرخ رنگ کا باتصویر خونی اشتہار شائع کیا گیا جس میں بم کے دھماکہ میں ہلاک و زخمی ہونیوالے اہلحدیث مولویوں اور لیڈروں کے فوٹو شائع کئے گئے اور ۲۳۔ مارچ کے اخبار جنگ، نوائے وقت وغیرہ میں اس کانفرنس کی رپورٹ شائع ہوئی۔

۲۳۔ مارچ :

۲۳۔ مارچ کو بھی بالخصوص تاریخ، جگہ، دن اور ایک بجے دوپہر کے وقت و تعین کے ساتھ

مرنے والوں کی یاد میں خاص اہتمام سے کانفرنس کی گئی اور اشتہارات میں قائد کے روحانی بیٹو لاہور چلو" کے الفاظ سے اس کانفرنس میں شرکت کی ترغیب دی گئی اور قلعہ چھمن سنگھ لاہور کی ان دونوں کانفرنسوں میں "اہلحدیث" نے بھرپور شرکت کی (پریس رپورٹ)

یزدانی روڈ :

مولوی حبیب الرحمان یزدانی روڈ (سادھو کے) کا سنگ بنیاد رکھنے کی تقریب زیر صدارت مولوی محمد عبداللہ وغیرہ منعقد ہوئی اور خطاب کیا گیا۔ (نوائے وقت لاہور ۲۶۔ مارچ ۸۸ء)

خانہء خدا پر غیر اللہ کا نام :

کوٹ، قاضی علی پور چشمہ روڈ گوجرانوالہ میں مسجد حبیب الرحمان یزدانی نام رکھا گیا۔ (پوسٹر جمعیت اہلحدیث ۲۳۔ فروری ۸۸ء)

پتھر پر دعا :

۲۹۔ مارچ ۸۸ء کے نوائے وقت اور ۳۱۔ مارچ ۸۸ء کے جنگ اخبار میں ایک تصویر شائع ہوئی ہے جس کے نیچے لکھا ہے کہ "امیر جمعیت اہلحدیث مولوی محمد عبداللہ یزدانی روڈ کا سنگ بنیاد رکھنے کے بعد دعا مانگ رہے ہیں" کیا کوئی غیر مقلد وضاحت کرے گا کہ : کسی روڈ پر غیر اللہ کا نام متعین کر کے ایسے اہتمام سے تقریب کا انعقاد، پھر پتھر نصب کرنے کے بعد اسے سامنے رکھ کر اس پر دعا کرنا بدعت ہے یا نہیں ؟ اگر نہیں تو اس کا کوئی ثبوت حدیث صحیح وصریح سے پیش کیا جائے۔

جلوس ومزار وفاتحہ :

۱۴۔ اگست ۱۹۸۸ء بروز جمعہ کامونکی منڈی میں یوم آزادی کی بجائے یوم احتجاج منایا گیا۔ بعد نماز جمعہ اہلحدیث کی مساجد سے لوگ جلوسوں کی شکل میں مرکزی جامع مسجد اہلحدیث پہنچے۔ جہاں سے ایک بڑا جلوس مولوی حبیب الرحمان یزدانی کے مزار پر گیا۔ اور وہاں فاتحہ خوانی کے بعد پرامن طور پر منتشر ہو گیا۔ (روزنامہ جنگ لاہور ۱۲۔ اگست، نوائے وقت ۱۳۔ اگست ۱۹۸۸ء)

رضائے مصطفےٰ :

قبر نبوی ﷺ کی زیارت کے لئے جانے اور جلوس میلاد و مزارات اولیاء اور گھروں یا قبروں پر فاتحہ خوانی کو بدعت و ناجائز قرار دینے والوں کا اپنے آنجہانی مولوی یزدانی، کے لئے یہ سب کچھ کرنا جہاں باعث تعجب وان کی دورنگی کا مظاہرہ ہے، وہاں مسلک اعلیٰحضرت رحمۃ اللہ علیہ کی اصولی فتح ہے کہ مخالفین نے بالآخر قبر کو مزار قرار دینے، وہاں زیارت کے لئے جانے جلوس نکالنے اور فاتحہ خوانی کرنے کا عملی اعتراف کرلیا۔

"تنظیم اہلحدیث" کا "اہلحدیث" کو انتباہ

ماہ ربیع الاول ۱۴۰۷ھ : کے "رضائے مصطفےٰ" میں بعنوان (زندہ باد اے مفتی احمد رضا خاں زندہ باد) چونکہ مخالفین اہل سنت کے متعلق اس اہم الزامی مضمون کا ایک پیرا جلوس و مزار فاتحہ بالخصوص غیر مقلدین سے متعلق تھا، اس لئے اس لاجواب مبنی برحق مضمون کی اہمیت و افادیت کے باعث ہفت روزہ "تنظیم اہلحدیث" لاہور نے اپنے ہم مسلک "اہلحدیثوں" کو انتباہ کرتے ہوئے۔ مضمون ہذا بدیں عنوان لفظاً بلفظ شائع کیا ہے کہ "توحید و سنت کے گلشن کو برباد نہ کرو ... ہوش کرو اور سنو" (تنظیم اہلحدیث ۴۔ دسمبر ۱۹۸۷ء) چنانچہ "رضائے مصطفےٰ" کے مضمون کی افادیت و اہمیت کو تسلیم کرنے اور اس بنا پر تنظیم اہلحدیث کے "اہلحدیث" کو انتباہ کرنے سے واضح ہو گیا کہ اہل سنت کے عقیدہء توحید و سنت پر طعنہ زنی کرنے اور شرک و بدعت کا ناحق نشانہ بنانے والے غیر مقلدین بذات، خود توحید و سنت کے گلشن کو اجاڑنے اور برباد کرنے کے مرتکب و مجرم ہیں اور مختلف بدعات و رسومات میں مستغرق ہیں مگر حال یہ ہے کہ :

غیر کی آنکھ کا تنکا تو تجھے نظر آیا
اپنی آنکھ کا نہ دیکھا مگر شہتیر بھی

شہدائے اہلحدیث کی دوسری برسی :

۲۳۔ مارچ ۱۹۸۷ء کو قلعہ چھمن سنگھ لاہور کے جلسہ میں بم کے دھماکہ میں ہلاک ہونے

والے مولوی احسان الٰہی ظہیر، مولوی حبیب الرحمان یزدانی وغیرہ کی یاد میں انکی دوسری برسی کے موقع پر بھی مقررہ تاریخ کو مقررہ جگہ پر ۱۸ مارچ بروز جمعہ جمعیت اہلحدیث واہلحدیث یوتھ فورس کے زیر اہتمام بڑے اہم انتظامات کے ساتھ دوسری شہدائے اہلحدیث کانفرنس منعقد ہوئی۔اس سلسلہ میں اخباری بیانات کے علاوہ وسیع اخراجات سے بڑے سائز کے رنگین اشتہارات بہت کثرت سے چھپوائے اور لگوائے گئے اور رسائل واشتہارات میں قلعہ کچھن سنگھ چلو کا... نعرہ لکھوایا گیا اور اہلحدیث مساجد میں جمعہ بند کر کے قلعہ کچھن سنگھ میں مشترکہ جمعہ کا اعلان کیا گیا۔ نماز جمعہ سے پہلے امیر جمعیت اہلحدیث مولوی محمد عبداللہ اور دیگر علماء حدیث کے بیانات ہوئے اور نماز جمعہ کے بعد قلعہ کچھن سنگھ سے لیکر چوک آزادی تک جلوس بھی نکالا گیا۔اس موقع پر دیگر علاقوں کے وہابیوں نے بھی بڑے زور شور سے شد رحال کیا اور بسوں کے ذریعے قافلوں کی صورت میں قلعہ کچھن سنگھ کے پروگرام میں حاضری دی۔ پریس نوٹ (۱۸ مارچ ۸۹ء)

کیا فرماتے ہیں :۔

غیر مقلدین وہابیہ کہ کتاب وسنت اور عقیدہ ء توحید کا وہ کونسا شرعی ضابطہ ہے کہ جس کے تحت میلاد مصطفےٰ ﷺ، عرس اولیاء اور گیارہویں شریف وتیجا وسواں، چالیسواں تو بدعت وحرام و ناجائز ہے لیکن نام نہاد "شہدائے اہلحدیث" کی دوسری برسی پر دوسری کانفرنس اپنے تمام لوازمات سمیت کتاب وسنت کی روشنی میں عقیدہ ء توحید کے عین مطابق ہے؟

جشن میلاد مصطفےٰ ﷺ بدعت وناجائز کیوں؟

اور صد سالہ جشن کا جواز کیوں؟

علمائے دیوبند جشن میلاد مصطفےٰ ﷺ کے سخت شدید ترین مخالف ہیں۔ بالخصوص ماہ نور ربیع الاول شریف میں یہ جشن میلاد شریف کی مخالفت میں آسمان سر پر اٹھا لیتے ہیں۔ لیکن جب اپنا معاملہ آتا ہے تو یہ بدعت وعدم جواز کے سب فتوے بھلا دیتے ہیں۔ اور تمام تر تعلقات ولوازمات کے ساتھ انہیں جشن منانے میں کوئی چیز آڑے نہیں آتی۔

جشن سعودی عرب :

۵۔ شوال ۱۴۱۹ھ مطابق ۲۳۔ جنوری ۱۹۹۹ء میں سعودی عرب کے قیام کی ۱۰۰ سالہ سالگرہ پر صد سالہ جشن بادشاہت منایا گیا اور اسی سلسلہ میں مختلف باتصویر تقریبات کے علاوہ پاکستان میں بھی دو روزہ بین الاقوامی کانفرنس کا انعقاد کیا گیا ہے۔ (روزنامہ نوائے وقت لاہور ۲۵۔۲۶۔ جنوری ۱۹۹۹ء) جبکہ صد سالہ جشن سے قبل ہر سال ۲۳۔ ستمبر کو الیوم الوطنی اور عید الوطنی کے نام سے سالانہ سالگرہ بھی بڑے اہتمام سے منائی جاتی ہے۔

غرضیکہ نجدی سعودی و دیوبندی وہابی علماء و حکام جشن صد سالہ منائیں یا ہر سال "عید الوطنی اور جشن دستار فضیلت" منائیں ان کے لئے شرک و بدعت کا کوئی فتویٰ نہیں مگر

محمد ﷺ کا جب یوم میلاد آئے　　　بدعت کے فتوے انہیں یاد آئے

لمحات فکر ۱۴ اگست ۱۹۹۸ء :۔

کو اکاونواں یوم پاکستان حسب سابق شان و شوکت سے منایا گیا۔ اس سلسلہ میں جلسے ہوئے جلوس بھی نکالے گئے۔ جھنڈیاں لگائی گئیں۔ جھنڈے لہرائے گئے اور رات کو خوب چراغاں کیا گیا اور اس تقریب کو "عید آزادی" سے تعبیر کیا گیا۔

۱۷ اگست ۱۹۹۸ء :۔

کو سابق صدر ضیاء الحق کی قبر پر ان کی برسی بھی دھوم دھام سے منائی گئی۔ اس سلسلہ میں "شدرحال" کر کے دور دور سے بڑے بڑے قافلے ان کی قبر پر حاضری اور برسی میں شرکت کے لئے وہاں پہنچے۔ برسی سے قبل اخبارات میں بڑے بڑے باتصویر غیر شرعی تہنیتی اشتہارات شائع کرائے گئے۔ مگر بڑے تعجب و افسوس کی بات ہے کہ "اہل نجد و دیوبند" اس موقع پر شاید گونگے بہرے ہو گئے یا دانستہ انہوں نے علمی خیانت و کتمان حق سے کام لیا کہ دیوبندی وہابی اصول کے تحت ان دونوں "بدعتوں" کے خلاف انہوں نے کوئی احتجاجی مظاہرہ کیا اور نہ ان کی طرف سے کسی قسم کا کوئی فتویٰ پڑھنے دیکھنے سننے میں آیا۔

ناطقہ سربگریباں ہے اسے کیا کہیے
خامہ انگشت بدنداں ہے اسے کیا کہیے

مشہور و مشاہدہ تو یہی کہ

ع وہابی آں باشد کہ "چپ" نہ شود

لیکن نا معلوم کونسا سانپ سونگھ گیا کہ سبھی نے چپ سادھ لی اور صورت حال یہ ہو گئی کہ۔

ع چناں خفتہ اند گوئی کہ مردہ اند جبکہ

۱۱ ربیع الاول :۔

کا چاند طلوع ہونے سے پہلے ہی یہ منکرینِ شانِ رسالت و مخالفینِ میلادِ مصطفےٰ (علیہ التحیۃ والثناء) اس طرح تیاری کر لیتے اور کمربستہ ہو جاتے ہیں جیسا کہ کسی محاذ جنگ پر جانے والے ہیں۔

اہل نجد و دیوبند :۔

کے چھوٹے بڑے مولوی ملاں نہ صرف زبانی و تقریری طور پر بلکہ بذریعہ اشتہارات جرائد و رسائل بیک وقت بیک زبان خبث باطنی کا مظاہرہ کرتے ہوئے یہی الفاظ زہر اگلنے لگتے ہیں کہ عید میلاد النبی بدعت ہے۔ بے ثبوت ہے اسراف ہے۔ دن مقرر کرنا سالانہ یادگار منانا جائز نہیں۔ خیر القرون میں ایسا نہیں ہوا۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے ایسا نہیں کیا۔ وغیر ذالك من الخرافات۔ مگر ۱۴ اگست اور ۱۷ اگست کے مجموعہ "بدعات" پر اس قسم کے اعتراضات کی بنیاد پر کوئی مخالفانہ رد عمل نہ کیا گیا۔ حالانکہ وہی اعتراضات بلکہ ان سے بڑھ کر اعتراضات مذکورہ "دونوں بدعتوں" پر بھی عائد ہوتے ہیں۔ لہٰذا اگر یہ بدعت نہیں اور ان پر اعتراض نہیں تو ۱۲ ربیع الاول اور محافل میلاد شریف بدرجہ اولیٰ نہ بدعت ہیں۔ نہ قابل اعتراض۔ اور اگر ۱۲ ربیع الاول بدعت و قابل اعتراض ہے تو ۱۴ اگست اور ۱۷ اگست کا پروگرام اس سے بڑھ کر بدعت و قابل اعتراض ہے۔ پھر اس پر "الخاموشی نیم رضا" کا مظاہرہ کیوں؟ جبکہ ۱۴ اگست اور ۱۷ اگست کی بدعتوں پر منکرین میلاد مصطفےٰ کی خاموشی ان کے گونگا شیطان (شیطان اخرس) بننے کے مترادف ہے اور میلاد مصطفےٰ کی مخالفت ان کی شان رسالت سے صریح عداوت کا مصداق ہے۔ ورنہ وجہ بتائی جائے کہ جشن میلاد مصطفےٰ (علیہ التحیۃ والثناء) کے خلاف اس قدر بدزبانی واویلا اور جھوٹی فتویٰ بازی کیوں ہے۔ اور ۱۴ اگست و ۱۷ اگست کے مجموعہ بدعات پہ خاموشی اور اس کا کیا جواز ہے؟ اور دونوں میں وجہ کیا ہے۔ یاد رہے کہ ۱۴ اگست کی تقریب منانے میں شریک ہوتے اور شدید بدعت کا ارتکاب کرتے ہیں۔ فافہم وتدبر۔

نوٹ: ۲۱ اگست کو طالبان کی کامیابی پر سپاہ صحابہ علماء دیوبند نے "یوم فتح مبین" اور عطاءاللہ شاہ بخاری کی برسی بھی منائی۔ (حوالہ پریس نوٹ)